الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

مسائل زکوٰۃ

تصنیف لطیف
مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بزم عاشقان مصطفیٰ لاہور پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

تجلی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزکوٰۃ

۱۳۰۷ھ

قسم کے مال کی زکوٰۃ کے حساب لگانے، ادا کرنے کے اوقات اور مصارف کے بیان

مسائل زکوٰۃ

تصنیفِ لطیف

مجددِ اعظم امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر :

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر34

نام کتاب : تجلی المشکواۃ لانارۃ اسئلۃ الزکواۃ
تصنیف : امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
تعداد : ایک ہزار
صفحات : ۴۸
سن اشاعت : شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ
ہدیہ : دعائے خیر بحق معاونین و اراکین
ناشر : بزم عاشقان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ملنے کا پتہ
مکان نمبر25 گلی نمبر32 زبیر سٹریٹ فلیمنگ روڈ
لاہور - پاکستان
پوسٹ کوڈ 54000
بیرونجات کے حضرات 4 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

Marfat.com

حرف آغاز

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عالم اسلام کی ان ہستیوں میں شمار ہوتا ہے جن کا درود مسعود تاریخ کے اس حصہ میں ہوتا ہے جبکہ تمام اطراف و جوانب سے شجرہائے اسلام کو باطل قوتیں نیست و نابود کرنے کی ناکام کوششیں کرتی ہیں اور اہل اسلام کو قسم قسم کے سبز باغ دکھا کر باطل دام میں پھنسا کر اتباع شیاطین پر لا کھڑا کرنے کے لئے ہمہ روز گامزن رہتی ہیں۔ ایسے وقت میں ہزارہا گردش لیل و نہار لوگوں کی ان دعاؤں اور آرزوؤں میں کٹ جاتی ہیں کہ پروردگار عالم ایک عظیم انسان پیدا فرما جو "**جاء الحق و زھق الباطل**" کا مظہر ہو۔ تب کہیں جا کر ایسی شخصیت لوگوں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے جو دین و دنیا کے وہ کام جو عام صدیوں میں نہیں کر پائے تھوڑی مدت میں کر جاتی ہے اور دنیا اس کے کارنامے دیکھ کر انگشت بدندان اور متحیر رہ جاتی ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اس کے پیچھے کوئی خدائی طاقت ضرور کار فرما ہے جو اس سے اتنے عظیم کام انجام دلاتی ہے۔ پھر ایسی شخصیت کو آخر کار دنیا "مجدد دین ملت" کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ وہ شخصیت جو عظمت الوہیت' ناموس رسالت' مقام صحابہ و اہل بیت اور حرمت ولایت کا پہرہ دیتی نظر آتی ہے۔ عرب و عجم کے ارباب علم جسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہماری مراد ہے امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز جنہوں نے مسلک اہل سنت اور مذہب حنفی کے خلاف اٹھنے والے نت نئے فتنوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہر مرحلے پر سرخرو ہوئے۔

اہل سنت و جماعت کے عقائد ہوں یا معمولات جس موضوع پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا اسے کتاب و سنت' ائمہ دین اور فقہا اسلام کے ارشادات کی روشنی میں پایۂ ثبوت تک پہنچایا۔ آپ کی سینکڑوں تصانیف میں سے کسی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ہر کتاب میں آپ کو یہ انداز مل جائے گا۔

زیر نظر کتاب زکواۃ کے مسائل کے بارے میں ہے۔ جس میں اعلی حضرت نے ایک ایک مسئلہ کو کھول کر بیان کر دیا ہے تاکہ قاری کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

ادارہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ازگونڈہ بہرائچ چھاؤنی۔ مکان مولوی مشرف علی صاحب مرسلہ حضرت سید حسین حیدر میاں صاحب دامت برکاتہم ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین لطف اللہ بہم اجمعین ان مسائل میں زکوۃ بتدریج دی جائے یا یکمشت دینے میں کیا نقصان ہے۔ بینوا توجروا

الجواب اگر زکوۃ پیشگی ادا کرتا ہے۔ یعنی ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ وجوب ادا ہوجاتا خواہ یوں کہ ابھی نصاب نامی فارغ عن الحوائج کا مالک ہوئے سال تمام نہ ہوا یا یوں کہ سال گزشتہ کی دے چکا ہے۔ اور سال رواں ہنوز ختم پر نہ آیا۔ تو جب تک انتہائے سال نہ ہو بلاشبہ تفریق و تدریج کا اختیار کامل رکھتا ہے۔ جس میں اصلاً کوئی نقصان نہیں کہ حولان حول سے پہلے زکوۃ واجب الادا نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے۔

رواہ الفقیہ ابو جعفر عن الامام الاعظم وذکرہ ابو یوسف فی الامالی کما فی الخلاصۃ وفی منتقی الامام ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم الشہید رحمہ اللہ تعالیٰ علی ما نقل القہستانی عن المحیط انہ علی الفور عندہما وعن محمد لاتقبل شہادۃ من اخرہ فہذا ظاہر فی انہ ھو المذہب المروی عن الشیخین فی ظاہر الروایۃ۔

فتح القدیر میں ہے۔

یلزم بتاخیرہ من غیر عذر وبرۃ الاثم کما صرح بہ الکرخی والحاکم الشہید فی المنتقی وھو عین ما ذکرہ الفقیہ ابو جعفر عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ یکرہ ان یؤخرھا من غیر عذر فان کراہۃ التحریم ھی المحمل

Marfat.com

عند الاطلاق اسمها عنده هم وكذا عن ابی یوسف وعن محمد ترد شهادته بتاخیر الزكوة لان الزكوة حق الفقراء فقد ثبت من الثلثة وجوب فوریة الزكوة اھ ملخصا۔

فتاوی امام قاضی خاں میں ہے۔

ھل یأثم بتاخیر الزكوة بعد التمكن ذكر الكرخی انه یاثم وھكذا ذكر الحاكم الشهید فی المنتقی وعن محمد ان من اخر الزكوة من غیر عذر لا تقبل شهادته وروی ھشام عن ابی یوسف لا یاثم اھ ملخصا

قلت۔ فقد قدم التاثیم وما یقدمه فهو الراجح الاظهر الاشهر عند الاكمال علیه بنفسه ویكون هو المتعمد كما صرح به الطحطاوی والشامی وغیرهما وكذا قدمه فی الهدایة والكافی۔

فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

یجب علی الفور عند تمام الحول حتی یاثم بتاخیرها من غیر عذر وفی روایة الرازی علی التراخی حتی یاثم عند الموت والاول اصح كذا فی التهذیب جواہر اخلاطی میں ہے یجب الزكوة علی الفور حتی یاثم بتاخیره بلا عذر وقیل علی التراخی والاول اصح اھ ملخصا۔ مجمع الانہر میں ہے۔

قال محمد لا تقبل شهادة من لم یؤد زكاته وهذا یدل علی الفور كما قال الكرخی وعلیه الفتوی۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے۔

(وقیل فوری) ای واجب علی الفور (وعلیه الفتوی) كما فی شرح الوهبانیة (فیاثم بتاخیرها) بلا عذر (وترد شهادته) لان الامر بالصرف الی الفقیر معه قرینة الفور وهی انه لدفع حاجته وهی معجلة فمتی لم تجب علی الفور لم یحصل المقصود من الایجاب

Marfat.com

علی وجہ التماس تمامہ فی الفتح اھ

اقول :- فاذا کان ھذا ھو قضیۃ الدلیل والالصق بمقصد الشرع الجلیل وھو الاحوط فی الدین والادفع لکید الشیاطین والانفع لفقراء المسلمین وقد جزم بہ المولی فقیہ النفس قاضی الامۃ وصححہ من مرویاتی من کبار الائمۃ وقد ثبت عن ساداتنا الثلثۃ مالکی الازمۃ وقد نص کثیرون ان علیہ الفتوی ومعلوم ان ھذا اللفظ آکد واقوی فعلیہ فلیکن التعویل والاعتماد وان حکی التراخی ایضا عن الثلثۃ الامجاد وصححہ الباقانی والتاتارخانی۔

بل :- قال المولی المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر ماذکر ابن شجاع من اصحابنا ان الزکوۃ علی التراخی یجب حملہ علی ان المراد بالنظر الی دلیل الافتراض ای دلیل الافتراض لایوجبھا وھو لاینفی وجود دلیل الایجاب اھ قال العلامۃ السید احمد المصری فی حاشیۃ الدر المختار اختار الکمال ان الزکوۃ فریضۃ وفوریتھا واجبۃ ویصلح ھذا توفیقا بین القولین اھ۔

قلت :- وکان ظھر لی التوفیق بان من قال بالتراخی فمرادہ ان وقتہ العمر فتکون اداء متی ادی وان اثم بالتاخیر ومن قال بالفور اراد انہ یاثم بالتاخیر وان لم یصر بہ قضاء ولابد فی ذالک فان الحج فوری علی الراجح مع الاجماع علی انہ لو تراخی کان اداء ونظیرہ سجدۃ التلاوۃ وجوبھا فوری عند ابی یوسف ومتراخ عند محمد وھو المختار کما فی النھر والامداد والدر المختار واذا اداھا بعد مدۃ کان مؤدیا اتفاقا لاقاضیا کما فی النھر الفائق وغیرہ۔

اقول :- لکن یخدش التوفیقین مانقلنا عن الخانیۃ حیث فرض المسئلۃ فی التاثیم ونص روایۃ ھشام عن ابی یوسف لایاثم فلابد من البقاء

Marfat.com

الخلاف وترجیح الراجح یقال ان ھشامًا انما سمع التراخی فنقل ھو او من روی عنہ بالمعنی علی ما فھم ولعل فیہ بعد ایعرف وینکر فلیتدبر والله تعالٰی اعلم۔

بلکہ ہمارے بہت ائمہ نے تصریح فرمائی کہ اس کی ادا میں دیر کرنے والا مردود الشہادہ ہے یہی منقول ہے۔ محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی سے۔

کمامر عن الفتح والخانیۃ ومجمع الانھر ومثلہ فی خزانۃ المفتین وفی شرح النقایۃ عن المحیط وفی جواھر الاخلاطی وبہ جزم فی التنویر والدر کما سمعت ونقل الامام الخاصی وصاحب المضمرات شرح القدوری والطحطاوی والشامی وغیرھم عن الامام قاضی خان ان علیہ الفتوی وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث رحمہ الله تعالٰی۔

اقول:۔ وقول من قال ترد شھادتہ یؤیدنا کما لا یخفی ومن قال لا فقولہ لا یخالفنا اذ لیس کل ما یترجح فیہ الاثم وان صغیرۃ مما یرد بہ الشھادۃ کما لیس یخاف علی من طالع کتاب الشھادۃ۔

اور شک نہیں کہ تدریج میں اگر کل کی تاخیر نہ ہوئی تو بعض کی ضرور ہوگی حالانکہ اس پر واجب تھا کہ کل مطالبہ فی الفور ادا کرے۔

لان الایجاب الفوری انما ھو للکل لا البعض وھذا ظاھر جدًا۔

ثم فی معنی الفور ھھنا بحث للعلامۃ الشامی قدس سرہ السامی حیث قال قولہ فیأثم بتاخیرھا الخ ظاھرہ الاثم بالتاخیر ولو قل کیوم او یومین لانھم فسروا الفور باول اوقات الامکان وقد یقال المراد ان لا یؤخر الی العام القابل لما فی البدائع عن المنتقی بالنون اذا لم یؤد حتی مضی حولان فقد اساء واثم اھ فتامل اھ۔

اقول:۔ لا یخفی ان ھذا القول المحتمل منقول فی عامۃ الکتب بلفظ الفور وعدم التاخیر وانما معناہ کما نصوا علیہ وافادتم انتم ھو الاتیان

Marfat.com

فی اول اوقات الامکان فالتقیید بعدم التاخیر عما تغایر لا تفسیر ویظهر لک ان قضیة الدلیل ایضاً تخالفه فان العلماء کالامام فقیه النفس والامام المحقق علی الاطلاق والامام حسین بن محمد السمعانی صاحب خزانة المفتین والعلامة برهان الدین ابی بکر بن ابراهیم الحسینی صاحب جواهر الاخلاطی وغیرهم رحمهم الله تعالیٰ ذکروا تعلیل تفرقة محمد بایجاب الزکوٰة علی الفور والحج متراخیا بان الزکوٰة حق الفقراء فیأثم بتاخیر حقهم بخلاف الحج فانه خالص حق المولیٰ سبحانه وتعالیٰ وانت تعلم ان حق العبد بعد وجوب الاداء والتمکن منه لا یتاخر اصلا الا تریٰ ان الاجل اذا حل فمطل الغنی ظلم وان قل وکذا ما حقق المولی المحقق حیث اطلق من مع النص قرینة الفور وهو الشرع لدفع حاجة الفقراء وهی معجلة یدل علی الفور الحقیقی ولا یتفاوت التسویف بعلم والعوام فی عدم حصول المقصود علی وجه التمام لا جرم ان قال فی مجمع الانهر بعد ذکره الفتویٰ علی فوریة الزکوٰة معنی یجب علی الفور انه یجب تعجیل الفعل فی اول اوقات الامکان اھ وقد سمعت نص الخانیة اذ قال هل یأثم بتاخیر الزکوٰة بعد التمکن الخ وقال فی خزانة المفتین یأثم بتاخیر الزکوٰة بعد التمکن ومن اخر من غیر عذر لا تقبل شهادته لان الزکوٰة حق الفقراء فیأثم بتاخیر حقهم اھ ملخصا فهذه نصوص صرائح وما فی المنتقی مفهوم مع انه هو الذی یقضی به الدلیل فحق ان یکون علیه التعویل نعم لا عزو فی تقیید رد الشهادة بمرور المدة فان دلیل الفور ظنی والثابت به الوجوب فترکه صغیرة لا ترد به الشهادة الا بعد الاصرار ولا بد لذلک من مرور مدة کما افاد البحر فی مسئلة تاخیر الحج والله تعالیٰ اعلم۔

پھر بعد وجوب ادا تدریج کی مضرت اظہر من الشمس کہ مذہب صحیح پر ترک فور کرتے

ہی گنہ گار ہوگا۔ اور مذہب تراخی پر بھی تدریج نامناسب کہ تاخیر میں آفات ہیں۔

وقال تعالیٰ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم وقال تعالیٰ فاستبقوا الخیرات
ظاہر ہے کہ وقت موت معلوم نہیں ممکن کہ پیش از ادا آ جائے تو بالاجماع گنہ گار ہوگا۔
فان کل موسع یتضیق عند الموت کما نصوا علیہ ولذا امر القائلون بتراخی
الوجوب انہ یاثم عند الموت کما قدمنا۔

اسی طرح تدریج میں اور دقتیں بھی محتمل، کما لا یخفیٰ علیٰ خادم الفقہ۔ اور مالی وجانی حوادث سے محفوظ بھی رہا تو نفس پر اعتماد کیسے ہے۔ فان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم ممکن ہے کہ بہکا دے اور آج جو قصد ادا ہے۔ کل یہ بھی نہ رہے۔ سیدنا وابن سیدنا امام کریم ابن الکرام حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قبائے نفیس نوانی طہارت خانے میں تشریف لے گئے وہاں خیال آیا۔ کہ اسے راہ خدا میں دیجئے فوراً خادم کو آواز دی قریب دیوار حاضر ہوا۔ حضور نے قبائے معلیٰ اتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔ جب باہر رونق افروز ہوئے خادم نے عرض کی اس درجہ تعجیل کی وجہ کیا تھی۔ فرمایا کیا معلوم تھا۔ کہ باہر آتے آتے نیت میں فرق آجاتا۔ سبحان اللہ یہ ان کی احتیاط ہے جو۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ کی آغوش میں پلے اور اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ہ کے دریا میں نہائے دھلے صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہم الکریم الاکرام وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔ پھر ہم کہ مسخرہ دست شیطان ہیں۔ کس امید پر بے خوف ومطلق العنان ہیں۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

میرے نزدیک چند باتیں لوگوں کو تدریج پر حامل ہوتی ہیں۔ کبھی یہ خیال کہ فالاہم فالاہم میں صرف کریں یعنی جس وقت جس حاجتمند کو دینا زیادہ مناسب سمجھیں آ۔ ے دیں کبھی یہ کہ سائل بکثرت آتے ہیں۔ یہ چاہتا ہے۔ مال زکوٰۃ ان کے لئے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے کبھی یکمشت دینا ذرا نفس پر بار ہے۔ اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا۔ تو معلوم نہ ہوگا۔ جنھیں یہ خیال ہوں ان کے لئے راہ یہی ہے۔ کہ زکوٰۃ پیشگی دیا کریں مثلاً

Marfat.com

ماہ مبارک رمضان میں ان پر حولان حول ہوتا ہے۔ تو رمضان شریف کے لئے شوال سے دینا شروع کریں اور ختم سال تک بتدریج حسب رائے و مصلحت دیتے رہیں۔ کہ اس میں ان کے مقاصد بھی حاصل ہوں گے۔ اور تدریج مذموم و ممنوع سے بھی بچیں گے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ زید کے پاس زیور ہے۔ وہ اس کی زکوٰۃ دیتا ہے۔ آئندہ کو زیور زیادہ ہو تو کس حساب سے زر زکوٰۃ زیادہ کیا جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کی نصاب پر کہ حوائج اصلیہ سے فارغ ہو خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو یا گہنا یا برتن یا ورق یا کوئی شے حولان حول قمری کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں مقرر فرمایا ہے۔ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔ اور چاندی کی ساڑھے باون تولے پھر نصاب کے بعد جو کچھ نصاب مذکور کے پانچویں حصہ تک نہ پہنچے معاف ہے اس پر کچھ واجب نہیں۔

ھذا ھو مذھب صاحب المذھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو الصحیح کما فی التحفۃ ثم مجمع الانھر۔

جب خمس کامل ہو جائے اس پر پھر اس خمس کا چالیسواں حصہ فرض ہوگا۔ یونہی ایک خمس سے دوسرے تک عفو اور پھر خمس کامل پر اس کا ربع عشر مثلاً ایک شخص کے پاس ۷ تولہ سونا ہے۔ اس پر ۲ ماشہ سونا زکوٰۃ میں دیتا ہے۔ اور اگر ا تولہ سے کم اس پر زائد ہے، مثلاً ایک رتی کم ۹ تولہ ہے۔ جب بھی وہی ۲ ماشہ ۲ سرخ واجب ہے۔ یہ رتی کم ا، ۱ تولہ معاف ہے۔ ہاں اگر پورا ۹ ماشہ ا تولہ ہے۔ کہ خمس نصاب ہے۔ اور ہو تو اس کا بھی ربع عشر یعنے ۳ ۳/۵ سرخ اور واجب ہوگا۔ کل ۹ تولہ پر ۲ ماشہ ۵ ۳/۵ سرخ ہے، پھر ا تولہ پورے ہونے تک کچھ نہ بڑھے گا۔ جب ۱۰ تولہ ۶ ماشہ کامل ہو وہی ۳ ۳/۵ سرخ اور بڑھ کر ۳ ماشہ ۳ ۱/۵ سرخ واجب الادا ہوگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس اسی طرح جس کے پاس ۵۲ تولہ چاندی ہے۔ اس پر ا تولہ ۲ ماشہ چاندی واجب ہے۔ اور جب تک ۱۰ تولہ چاندی کہ خمس نصاب ہے۔ نہ بڑھے یہی واجب رہے گا۔ جب ۶۳ تولہ کامل ہو

Marfat.com

ہو جائے تو اس ۱۰ تولہ کا ۱/۴ یعنی ۳ ماشہ ۱/۲ ۱ سرخ اور زائد ہو کر ۱۱ تولہ ۶ ماشہ ۷ ۱/۵ سرخ دینے ہوں گے۔ پھر ۱۳ تولہ ۶ ماشہ کے قریب تک یہی دینا ہے۔ جب ۱۳ تولہ پورے ہوں تو وہی ۱/۵ اکا ۱/۴ اضافہ ہو کر ۱۱ تولہ ۱۰ ماشہ ۱/۲ سرخ کا وجوب ہوگا۔ وعلیہ قس درمختار میں ہے۔

نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل والمعتبر وزنهما اداءً ووجوبا لا قيمتهما واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا او حليا مطلقا مباح الاستعمال اولا ربع عشر وفي كل خمس بضم الخاء بحسابه ففي كل اربعين درهما درهم وفي كل اربعة مثاقيل قيراطان وما بين الخمس عفو وقالا ما زاد بحسابه وهي مسئلة الكسور اهـ ملخصا

پھر جو شخص مالک نصاب ہے۔ ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ سال کے اندر ہی کچھ اور مال اسی نصاب کی جنس سے خواہ بذریعہ ہبہ یا میراث یا شرا یا وصیت یا کسی طرح اس کی ملک میں آیا۔ تو وہ مال بھی اصل نصاب میں شامل کر کے اصل پر سال گزرنا اس سب پر حولان حول قرار پائے گا۔ اور یہاں سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی کوئی چیز ہو اور مال تجارت بھی انھیں کی جنس سے گنا جائے گا۔ اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اس پر زکوٰۃ یوں ہی آتی ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انھیں کی نصاب دیکھی جاتی ہے۔ تو یہ سب مال زر و سیم ہی کی جنس سے ہیں اور وسط سال میں حاصل ہوئے تو ذہب و فضہ کے ساتھ شامل کر دیئے جائیں گے۔ بشرطیکہ اس ملانے سے کسی مال پر سال میں دو بار زکوٰۃ نہ لازم آئے پھر ملانے کے بعد عفو و نصاب کے وہی احکام ہیں۔ جو اوپر گزرے۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم سنہ کو ۲۰ تولے سونے کا مالک ہو اور اس کے سوا جنس زر و سیم سے اور کوئی چیز اس کی ملک نہیں تو اس پر ۹ ماشہ سونا زکوٰۃ میں فرض ہے۔ کہ سلخ ذی الحجہ سنہ کو واجب الادا ہوگا۔ ہنوز سال تمام نہ ہوا کہ مثلاً یکم رجب کو ۱ تولہ اور یکم ذی الحجہ کو دو تولہ سونا اسے اور ملا کہ اب کل ۲۲ تولے ہو گئے تو سلخ ذی الحجہ کو اس مجموعے کی زکوٰۃ ۹ ماشہ ۷ ۱/۵ سرخ سونا واجب الادا ہوگا۔ گویا اس سب پر سال گزر گیا اگرچہ واقع میں اس ایک تولے کو ہنوز چھ مہینے اور اس دو تولے

Marfat.com

کو ایک ہی مہینہ گزرا ہے اور اگر اس تولہ بھر کے بعد اور مثلاً کہ سال تمام پر صرف ۲۰ تولہ ملتا تو وہی ۹ ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بعد خمس پورا ہونے تک زیادت معاف ہے اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ ملا مگر مثلاً ۲۰ ذی الحجہ کو اس نے اپنی زمین یا غلے یا اثاث البیت کے عوض اس قدر مال تجارت خریدا جس کی قیمت ۳ تولے سونے تک پہنچی تو اگرچہ اسے ملک میں آئے ابھی دس ہی دن گزرے مگر مجموع ۲۳ تولے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریوں اور ایک دراہم کی تھی۔ اس نے دراہم کی زکوٰۃ ادا کر دی اور ان کے عوض اور بکریاں لیں ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے گا۔ اگلی بکریوں سے ضم نہ کریں گے۔ کہ آخر یہ اسی روپے کے بدل ہیں جسکی زکوٰۃ اس سال کی بابت ادا ہو چکی اب اگر انہیں نصاب شاۃ میں ملاتے ہیں۔ تو ایک مال پر ایک سال میں دوبار زکوٰۃ لازم آئی جاتی ہے۔ اور یہ جائز نہیں۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔

المستفاد ولو بهبة (او شراء او ميراث او وصية اهش) وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه (مالم يمنع منه مانع وهو الثنى المنفى بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا ثنى فى الصدقة اهش) فيزكيه بحول الاصل ولو ادى زكوة نقد ثم اشترى به سائمة لا تضم (الى سائمة عنده من جنس السائمة التى اشتراها بذلك النقد المزكى اى لا يزكيها عند تمام حول السائمة الاصلية عند الامام للمانع المذكور اهش) هبا لتلخيص وفى ش ايضا اجد النقدين يضم الى الآخر وعروض التجارة الى النقدين للجنسية باعتبار قيمتها بحراه ملخصا والله تعالى اعلم ٥۔

مسئلہ ۳: اگر آئندہ زیور کم ہو جائے تو کس حساب سے کمی کی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: زکوٰۃ صرف نصاب میں واجب ہوتی ہے۔ نہ عفو میں مثلاً ایک شخص آٹھ تولے سونے کا مالک ہے۔ تو ۱۲ ماشہ سونا کہ اس پر واجب ہوا وہ

Marfat.com

صرف ۷ تولے کے مقابل ہے نہ پورے آٹھ تولے کے کہ یہ چھ ماشہ جو نصاب سے زائد ہے عفو ہے یوہیں اگر ۱۰ تولہ کا مالک ہو تو زکوٰۃ صرف ۹ تولہ یعنی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس کے مقابل ہے۔ دسواں تولہ معاف۔ ملتقی الابحر میں ہے۔

الزکوٰۃ تتعلق بالنصاب دون العفو فلو ھلک بعد الحول اربعون من ثمانین شاۃ تجب شاۃ کاملۃ اھ ملخصاً

درمختار میں ہے۔

لا فی عفو وھو ما بین النصب فی کل الاموال۔

پس اگر نقصان مقدار عفو سے تجاوز نہ کرے یعنی اسی قدر مال کم ہو جائے جتنا عفو تھا۔ مثلاً مثال اول میں ۶ ماشہ اور دوم میں ایک تولہ جب تو اصلاً قابل لحاظ نہیں کہ اس قدر پر تو پہلے بھی زکوٰۃ نہ تھی کل واجب بمقابلہ مال باقی تھا۔ وہ اب بھی باقی ہے۔ تو زکوٰۃ اسی قدر واجب اور کمی نظر سے ساقط لما نقل لمفی الملتقی اور اگر مقدار عفو سے متجاوز ہو یعنی اس کے باعث کسی نصاب میں نقصان آئے خواہ یوں کہ مال میں جس قدر عفو تھا نقصان اس سے زائد کا ہوا جیسے امثلہ مذکورہ میں دو تولے یا یوں کہ ابتداءً مال صرف مقادیر نصاب پر تھا۔ عفو سرے سے تھا ہی نہیں جیسے ۸ یا ۱۰ یا ۱۵ تولے سونا کہ اس میں سے رتی چاول جو کچھ گھٹے گا کسی نہ کسی نصاب میں کمی کرے گا۔ ایسا نقصان دو حال سے خالی نہیں یا حولان حول سے پہلے ہے یا بعد بر تقدیر اول دو حال سے خالی نہیں یا تو سال تمام پر رقم نصاب ہائے پیشیں پھر پوری ہو گئی یا نہیں اگر پوری ہو گئی تو نقصان بھی اصلاً نقصان نہ ٹھہرے گا۔ اور اس مجموع رقم پر حولان حول سمجھا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم شریف کو پندرہ تولہ سونا کا مالک تھا۔ بعدہ اس میں کسی قدر قلیل خواہ کثیر ضائع ہو گیا۔ یا صرف کر دیا یا کسی کو دے ڈالا اور تھوڑا سا اگرچہ بہت خفیف باقی رہا پھر جس قدر کم ہو گیا تھا سلخ ذی الحجہ سے پیشتر اگرچہ ایک ہی دن پہلے پھر آ گیا تو پورے پندرہ تولہ یعنی دو نصاب کامل کی زکوٰۃ دینی ہو گی کہ ایک مثقال سونا ہے۔ یونہیں اگر مثلاً آٹھ تولے سونے کا مالک ہے۔ اور وسط میں تولہ بھر گھٹ گیا کہ نصاب بھی پوری نہ رہی ختم سال سے پہلے چھ ماشے مل گیا تو وہی زکوٰۃ تمام و کمال

Marfat.com

لازم آئے گی۔ کہ چہارم شئے تو عفو تھا۔ جس طرح اس کے ہلاک کا اعتبار نہیں یوہیں بعد ہلاک اس کا عود درکار نہیں صرف اس قدر چاہئے کہ شروع سال میں ایک یا زائد جتنی نصابوں کا مالک ہوا تھا۔ ختم سال پر وہ نصابیں پوری ہوں تو جس قدر زکوٰۃ کا وجوب بحالت استمرار ہوتا اسی قدر پوری واجب ہوگی۔ اور نقصان درمیانی پر نظر نہ کی جائے گی۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ اصل مال سے کوئی پارہ محفوظ رہے بالکل فنا نہ ہو جائے ورنہ ملک اول سے شمار سال جاتا رہے گا۔ اور جس دن ملک جدید ہوگی اس دن سے حساب کیا جائے گا۔ مثلاً یکم محرم کو مالک نصاب ہوا صفر میں سب مال صرف کر گیا۔ ربیع الاول میں پھر بہار آئی تو اسی مہینہ سے حول گنیں گے۔ حساب محرم جاتا رہا در مختار میں ہے۔

شرط کمال النصاب فی طرفی الحول فی الابتداء للانعقاد وفی الانتهاء للوجوب فلا یضر نقصانه بینهما فلو هلك كله بطل الحول ۔

رد المختار میں ہے۔

فان وجد منه شیئا قبل الحول ولو بیومضمه وزکی الکل (اسی میں ہے۔) قوله هلك كله ای فی اثناء الحول حتی لو استفاد فیه غیره استانف له حولا جدیدا

اور اگر یہ نقصان مستمر رہا یعنی ختم سال پر وہ نصابیں پوری نہ ہوئیں تو اس وقت جس قدر موجود ہے۔ اتنے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور وہی احکام حساب نصاب و لحاظ عفو کے اس قدر موجود پر جاری ہوں گے۔ جو جاتا رہا گویا تھا ہی نہیں کہ حولان حول اسی مقدار پر ہوا حتی کہ اگر یہ مقدار نصاب سے بھی کم ہے۔ تو زکوٰۃ راسا ساقط۔

وذالك لان الحولان شرط الوجوب فاذا نقص عن النصاب لم یجب شئی والا وجب فیما حال علیه الحول ۔

حدیث میں ہے۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لازکوة فی مال حتی یحول اخرجه ابن ماجة عن ام المومنین الصدیقة رضی الله تعالی عنها۔

Marfat.com

حاشیہ شامی میں ہے۔

لو استهلكه قبل تمام الحول فلا زكوٰة عليه لعدم الشرط۔

برتقدیر ثانی یعنی جبکہ مال پر سال گزر گیا۔ اور زکوٰۃ واجب الادا ہو چکی اور ہنوز نہ دی تھی۔ کہ مال کم ہو گیا یہ تین حال سے خالی نہیں کہ بسبب کمی استہلاک ہو گا۔ یا تصدق یا ہلاک استہلاک کے یہ معنی اگر اس نے اپنے فعل سے اس رقم سے کچھ اتلاف کیا صرف کر ڈالا پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کر دیا۔ اور یہاں تصدق سے یہ مراد کہ بلا نیت زکوٰۃ کسی فقیر محتاج کو دیدیا اور ہلاک کے یہ معنی کہ بغیر اس کے فعل ضائع و تلف ہو گیا مثلاً چوری ہو گئی یا زر و زیور کسی کو قرض یا عاریت دیا۔ وہ مکر گیا اور گواہ نہیں یا مر گیا۔ اور ترکہ نہیں یا مال کسی فقیر پر دین تھا۔ مدیون محتاج کو ابرا کر دیا کہ یہ بھی حکم ہلاک میں ہے

اب صورت اولیٰ۔ یعنی استہلاک میں جس قدر زکوٰۃ سال تمام پر واجب ہولی، تھی۔ اس میں سے ایک حبہ نہ گھٹے گا یہاں تک کہ اگر سارا مال صرف کر دے اور بالکل نادار محض ہو جائے تاہم قرض زکوٰۃ بدستور ہے۔ سراجیہ و نہایہ وغیرہما میں ہے۔

لو استهلك النصاب لا يسقط۔

نہر الفائق و حاشیہ طحطاوی میں ہے۔

لو وهب النصاب لغنی بعد الوجوب ضمن الواجب وهو اصح الروايتين ۰

محیط سرخسی و عالمگیری میں ہے۔

فی رواية الجامع يضمن قدر زكوٰة وهو الاصح۔

اور صورت ثانیہ۔ یعنی تصدق میں اگر نذر یا کفارے یا کسی اور صدقہ واجبہ کی نیت کی تو بالاتفاق اس کا حکم بھی مثل استہلاک ہے۔ یعنی زکوٰۃ سے کچھ ساقط نہ ہو گا۔ جو باقی رہا سب کا زکوٰۃ لازم آئے گی درمختار میں ہے۔

اذا نوى نذرًا او واجبًا اٰخر يصح ويضمن الزكوٰة۔

اور اگر تطوع یا مطلق تصدق کی نیت تھی۔ اور سب تصدق کر دے تو بالاتفاق زکوٰۃ، ساقط ہو گئی۔ ہندیہ میں ہے۔

Marfat.com

من تصدق بجمیع نصابہ ولا ینوی الزکوٰۃ سقط فرضہا عنہ وہذا استحسان کذا فی الزاہدی ولا فرق بین ان ینوی النفل اولم تحضرہ النیۃ۔

اور اگر بعض تصدق کئے تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس قدر صدقہ کیا اس کی زکاۃ ساقط اور باقی کی لازم مثلاً دو سو درم پر حولان حول ہوگیا اور زکوٰۃ کے پانچ درم واجب ہوئے اب اس نے سو درم للہ دیدیئے تو ان سو کی زکوٰۃ یعنی ڈھائی درم ساقط ہوگئی صرف ڈھائی دین ہے۔

وہو روایۃ عن صاحب المذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما فی الزاہدی والعنایۃ وغیرہما وعن الامام ابی یوسف ایضا کما فی القہستانی عن الخزانۃ۔

قلت:۔ وبہ جزم القدوری فی مختصرہ والسمعانی فی خزانۃ المفتین عن شرح الطحاوی لما قال الاکمل روایات الامام مع محمد فی ہذہ المسئلۃ قال الطحطاوی عن ابی السعود عن شیخہ ان ہذا لا تصریح بالجبۃ اھ وقد نص فی القہستانی والہندیۃ ازین عن الزاہدی انہ الاشبہ۔

مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعض کا تصدق مطلقاً مثل استہلاک ہے کہ کسی نیت سے ہو اصلاً زکوٰۃ سے کچھ نہ گھٹے گا۔ تو صورت مذکورہ میں اگرچہ سو روپیہ خیرات کر دے زکوٰۃ کے پانچوں درم بدستور واجب رہے۔ یہ مذہب زیادہ قوی ومقبول وشایان قبول ہے۔

اقول:۔ فقد اعتمدتہ عامۃ المتون کالوقایۃ والنقایۃ والکنز والاصلاح والمنتقی والتنویر وغیرہا حتی لم یتعرض کثیر منہم لخلافہ اصلا واقرہم علیہ الشروح کذخیرۃ العقبی والبرجندی وتبیین الحقائق والایضاح ومجمع الانہر والدر المختار وغیرہا وقدمہ قاضی خاں وابراہیم الحلبی فی متنہ وہما لا یقدمان الا الاظہر الاشہر الارجح کما نصا علیہ فی خطبۃ الکتابین وکذا قدمہ فی الخلاصۃ ومعلوم ان التقدیم یشعر بالاختیار کما فی کتاب الشرکۃ من العنایۃ والنہر والدر المختار واخر

دلیله فی الهدایه[15] وهو لا یؤخر الدلیل ما هو المختار عنده لیکون جوابا عن دلیل ما تقدم واقره علی هذه الاشارة المحقق[16] فی الفتح وکذا ذکر الزیلعی فی التبیین دلیل القولین وشید دلیل ابی یوسف واجاب عن دلیل محمد ونسب فی الایضاح والملتقی والدر المختار الخلاف لمحمد وهو تضعیف له کما عرف من محاوراتهم واقر الدر علی ذلک الشامی[17] وقوا بعض ما ذکرنا هنا وهو صنیع الملتقی وتقدیم قاضی خان وتاخیر الهدایة فقد ترجح هذا اه۔

اولاً:۔ بتظافر عامة المتون علیه۔

وثانیاً۔ بجلالة شان من اعتمده واقره کالامام[1] فقیه النفس الذی قالوا فیه انه لا یعدل عن تصحیحه والامام[2] المحقق صاحب الهدایة وعصریهما الامام[3] صاحب الخلاصة والامام[4] النسفی صاحب الکنز والامام[5] برهان الدین محمود وحفیده الامام[6] صدر الشریعة والامام[7] المحقق حیث اطلق والامام[8] الفخر الزیلعی والعلامة[9] ابن کمال الوزیر وهم جمیعاً من ائمة الاجتهاد بوجه اقر لهم بذلک علماء معتمدون ولا کذلک من عددنا فی القول الاول الا القدوری وشارح الطحاوی اما السمعانی فلم ار من اعترف له بذلک وابو السعود هذا لیس هو الامام المحقق علامة الوجود خاتمة المجتهدین محمد افندی مفتی الدیار الرومیه[10] فانه متعقب علی صاحب البحر المقدم علی الشرنبلالی السابق علی السید ابی السعود هذا المتکلم علی کتب الشرنبلالی تحشیاً وتعلیقاً فتصحیح هؤلاء الجلة ولو التزاماً لا یقاومه قول المجروح المطروح ان غیره اشبه ثم ما فیهم وفی من تبعهم من اعاظم المتاخرین من الکثرة کما علمت یقضی بترجیحه فانما العمل بما علیه الاکثر کما فی العقود الدریة وغیرها۔

وثالثاً۔ بقوة دلیله کما یظهر بمراجعة التبیین وغیره۔

Marfat.com

ورابعاً ان فرض تساوی القولین من جهة الترجیح فیترجح هذا بانه قول ابی یوسف کما عرف ذالک فی رسم المفتی۔

وخامساً بانه الاحوط فان فیه الخروج عن العهدة بیقین۔

وسادساً بانه الانفع للفقراء وقد علم ان للعلماء بذلک اعتناء عظیماً فی الزکوة والاوقاف هذا ما ظهر لی فانظر ماذا تری والله تعالیٰ اعلم۔

صورت ثالثہ۔ یعنی ہلاک اس میں بالاتفاق کم یا بہت جس قدر تلف ہو بحساب اربعہ متناسبہ اتنے کی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور جتنا باقی رہے اگرچہ نصاب سے بھی کم اُتنے کی زکوٰۃ باقی مثلاً دو سو بیس ۲۲۰ درم شرعی کا مالک تھا بعد حولان حول کے ۵ درم واجب الادا ہوئے ابھی نہ دیئے تھے۔ کہ ۴۰ درہم ہلاک ہوگئے تو اب نیم درم ساقط اور ۴$\frac{1}{2}$ واجب کہ ۲۰ تو عفو تھے جن کے مقابل زکوٰۃ سے کچھ نہ تھا۔ وہ تو بیکار گئے نصاب میں سے صرف ۲۰ گھٹے وہ نصاب کی عشر ہیں۔ تو زکوٰۃ کا بھی دسواں حصہ یعنی آدھا درم ساقط ہوگا۔ باقی یا یوں دیکھ لیا کہ نصاب سے ۴۰ ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کا $\frac{1}{40}$ نیم درہم ہے۔ اسی قدر ساقط ہوگیا۔ یا یوں خیال کرلیا کہ ایک سو اسی باقی ہیں۔ ان کا $\frac{1}{40}$ ساڑھے چار ہیں۔ اسی قدر واجب رہا تینوں کا حاصل ایک ہے اور اگر صورت مذکورہ میں ۲۱ درم ضائع ہوئے ہیں۔ تو زکوٰۃ سے درم کا صرف چالیسواں حصہ کہ کل واجب کا نصف عشر عشر یعنی $\frac{1}{200}$ ہے۔ ساقط ہوگا۔ باقی ۴ $\frac{19}{21}$ واجب کہ نصاب سے فقط ایک درم ہلاک ہوا ہے یہ نصاب کا $\frac{1}{200}$ تھا۔ اور اگر ۲۱۹ تلف ہوئے تو درم کا فقط $\frac{1}{40}$ دینا آئے گا۔ باقی ساقط کہ اسی حساب سے حصہ نصاب باقی ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس درمختار میں ہے۔

لا شئ فی عفو ولا فی هالک بعد وجوبها لتعلقها بالعین لا بالذمة وان هلک بعضه سقط حظه ویصرف الهالک الی العفو اولاً ثم الی نصاب یلیه ثم وثم بخلاف المستهلک لوجود التعدی والتوی بعد القرض والاعارة هلاک اھ ملتقطاً۔

ردالمحتار میں ہے۔

Marfat.com

والتوی ههنا ان یجحد ولا بینة علیه او یموت المستقرض لا عن ترکة
ای بی بے - من الاستهلاک ما لو ابراء مدیونه الموسر بخلاف المعسر اه
اقول وما اشار الیه فی الدر من الترتیب فی الصرف الی النصب
فهو مذهب سیدنا الامام الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه خلافا للامام ابی
یوسف رحمة الله تعالیٰ فانه یصرف الهالک بعد العفو الی جمیع النصب
شائعا ولکنی لم اذکره ههنا لان الکلام فی الذهب والفضة وفیهما
لا ثمرة لهذا العلم تفاوت نصیبها فی الواجب اصلا فانه ربع العشر
علی الاطلاق وانما تظهر فی السوائم اما لاختلاف الواجب فیها باختلاف
النصب فقد یکون شاة وتارة بنت مخاض واخریٰ بنت لبون وهکذا
فمن ملک ستة وثلثین من الابل فهلک احدیٰ عشرة فالواجب
عند الامام بنت مخاض وعند الثانی ٢٥/٣٦ بنت لبون ای خمسة و
عشرون جزء من ستة وثلثین جزء من اجزاء بنت لبون واما لانعدام
المثلیة فیتصور تفاوت الحسابین کمن ملک مائتی شاة ففیها الواجب ثلث
شیاه هلکت منها ثمانون فالواجب عند الامام شاتان صرفا للهلاک
الی اقرب النصب وعند ابی یوسف ١٢١/٢٠١ ثلث شیاه ای مائة واحد وعشرون
جزء من مائتی اجزاء وجزء من ثلث شیاه ولا یجب ان یکون هذا المثل
شاتین ویظهر ذالک عند التقویم فان دفع القیمة جائز فی الزکوٰة قطعا
فلنفرض ان شاة بسبعة وستین قرشا فقیمة الواجب عند الامام ١٣٤
قرشا وعند ابی یوسف ١٢١ وهکذا اما ههنا فالتعیین والشیوع سواء
بلا تفاوت اصلا فان من ملک مثلا ٢٢ مثقالا من ذهب فالواجب مثقال
وقیراطان لان کل مثقال عشرون قیراطا فاذا اهلک ٢٢ مثقالا وبقی
٢٠ فالواجب علی طریقة الامام نصف مثقال وعلی طریقة ابی یوسف
٥/١١ ای خمسة اجزاء من احد عشر جزء من اجزاء مثقال وقیراطین

فاذا جنسنا حصل ۲۲ قیراطا فخصتها المذکورة عشرة قراریط و ذلك نصف مثقال وکذا اذا ملك ۱۸ تولجة من ذهب وھونصاب وخمسان فالواجب ۵ ماشہ ۳ ۱/۵ سرخ فاذا ملك ۳ تولجات مثلا بقی نصابان فالواجب علی طریقة الامام ۴ ماشہ ۴ سرخ وعلی طریقة ابی یوسف ۵/۹ من الواجب الاول فاذا جعلنا الکل اخماس حبة کانت ۲۱۶ خمسا ناخذ منها ۵/۹ یحصل ۱۲۰ خمسا وھو ۴ ماشہ ۴ سرخ سوا ۶ بسواۓ وان شککت فانظر الی ھذا العمل (ماشہ ۴) ۱۳۶ ۱۸۰ ۵/۹ ۱۳۶ ۲۱۶ ۶/

۵ ۱۳۲

ثم اعلم ان ابراء المدیون الغنی ایضًا قد یکون ھلاکًا وذالك اذا کان الدین ضعیفًا وھو الذی لیس فی مقابلة ۴ سرخ مال کالمھر وبالدیہ وبدل الخلع وتمام الکلام فی رد المحتار واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ سادات محتاجین کو زرِ زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں۔ کہ خود مانگتے ہیں۔ اور میں نے سُنا ہے کہ علمائے رام پور نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ مگر میں نے اب تک یہ جرأت نہ کی اس بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب اللھم ھدایة الحق والصواب زکوٰۃ سادات کرام وسائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلٰثہ بلکہ ائمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالےٰ میزان میں، فرماتے ہیں ؎

اتفق الائمة الاربعة علی تحریم الصدقة المفروضة علی بنی ھاشم وبنی عبد المطلب وھم خمس بطون اٰل علی واٰل العباس واٰل جعفر واٰل عقیل واٰل الحارث بن عبد المطلب ھذا من مسائل الاجماع والاتفاق اھ ملخصًا۔

اول تا آخر تمام متون مذہب قاطبۃ بے شذوذ شاذ و عامہ شروح معتمدہ وفتاوائے

Marfat.com

مستندہ اس حکم پر ناطق اور خود حضور پر نور سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس باب میں وارد اس وقت جہاں تک فقیر کی نظر ہے بیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اس مضمون کی حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیں حضرت[۱] سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ احمد والبخاری ومسلم حضرت[۲] سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی احمد وابن حبان برجال ثقات حضرت[۳] سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما روی الامام الطحاوی والحاکم وابونعیم وابن سعد فی الطبقات وابوعبید القاسم بن سلام فی کتاب الاموال وروی عنہ الطحاوی حدیثا اخر والطبرانی حدیثا ثالث حضرت[۴] عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ احمد ومسلم والنسائی حضرت سلمان[۵] فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ ابن حبان والطحاوی والحاکم وابونعیم حضرت[۶] ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ الشیخان ولہ عند الطحاوی حدیثان[۷] اخران حضرت انس[۸] بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ البخاری ومسلم ولہ عند الطحاوی[۹] حدیث اخر حضرت[۱۰] معاویہ بن حیدہ قشیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ الترمذی والنسائی ولہ عند الطحاوی حدیث اخر۔ حضرت ابورافع[۱۱] مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد وداود والترمذی والنسائی والطحاوی وابن حبان وابن خزیمۃ والحاکم۔ حضرت ہرمز[۱۲] یا کیسان مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد والطحاوی حضرت[۱۳] بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روی عنہ اسحٰق بن راھویہ وابو یعلی الموصلی والطحاوی والبزاز والحاکم حضرت ابولیلی[۱۴] رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت ابوعمیرہ[۱۵] رشید بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہما الطحاوی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت[۱۶] عبد الرحمن بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقال صحابی حضرت عبد[۱۷] الرحمن بن ابی عقیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ علق عن الثلثۃ الترمذی حضرت ام المومنین[۱۸] صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما روی عنہا الستۃ حضرت ام[۱۹] المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روی عنہا احمد ومسلم حضرت ام عطیہ[۲۰] رضی اللہ تعالیٰ عنہا روی عنہا احمد والبخاری ومسلم اور بیشک اس تحریم کی علت ان حضرات عالیہ کی عزت وکرامت ونظافت

وطہارت کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے۔ اور گناہوں کا دھوون اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس تعلیل کی تصریح فرمائی۔

کمافی حدیث المطلب عند مسلم وابن عباس عند الطبرانی وعلی المرتضیٰ عند الطحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اسی طرح عامۂ علماء مثل امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار اور امام شمس الائمہ سرخسی محیط اور امام صدر شہید شرح جامع صغیر اور امام برہان الدین فرغانی ہدایہ اور امام حافظ الدین نسفی کافی اور امام فخر الدین زیلعی تبیین اور امام سمعانی خزانۃ المفتین اور علامہ یوسف چلپی ذخیرۃ العقبی اور محقق غزی منح الغفار اور مدقق علائی درمختار اور فاضل رومی مجمع الانہر اور سید حموی، غمز العیون اور ان کے غیر ان کے غیر ہیں اس حکم کی یہی علت بیان فرماتے ہیں اور شک نہیں کہ یہ علت تغیر زمانہ سے متغیر نہیں ہوسکتی تو دائما ابدا بقائے حکم میں کوئی شبہ نہیں یہاں تک کہ جمہور علماء کرام مثل امام ابوالحسن کرخی و امام ابوبکر جصاص و امام حسام الدین عمر صدر شہید و امام علی بن ابی بکر مرغینانی صاحب ہدایہ و امام طاہر بخاری صاحب خلاصہ و امام سغناقی صاحب نہایہ و امام نسفی صاحب کافی امام زیلعی شارح کنز و امام حسین بن محمد صاحب خزانہ و امام ہمام محمد بن الہمام صاحب فتح و علامہ اتقانی صاحب غایۃ البیان و علامہ برجندی شارح نقایہ و علامہ زین بن نجیم صاحب اشباہ و بحر و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر و علامہ ابراہیم حلبی صاحب ملتقی و علامہ محمد حصکفی صاحب درمختار و مصنفان اختیار شرح مختار و فتاویٰ ہندیہ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم بنی ہاشم کو مال زکوٰۃ سے عمل صدقات کی اجرت لینا ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ اغنیا کے لئے بھی روا کہ من کل الوجوہ زکوٰۃ نہیں مگر آخر شبہ زکوٰۃ ہے اور بنی ہاشم کی جلالت شان شبہہ لوث سے بھی برارت کی شایاں تبیین الحقائق میں ہے۔

استحقہ عمالۃ الا ان فیہ شبہۃ بدلیل سقوط الزکوٰۃ عن ارباب الاموال فلا یحل للعامل الہاشمی تنزیہا لقرابۃ النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عن شبہۃ الوسخ وتحل للغنی لانہ لا یوازی الہاشمی فی استحقاق الکرامۃ فلا تعتبر الشبہۃ فی حقہم اھ ملخصا۔

Marfat.com

محیط و بحر و درر وغیرہا میں ہے زکوٰۃ ہاشمی کے غلام مکاتب کو بھی جائز نہیں حالانکہ مکاتب اغنیاء کے لئے حلال اور وجہ وہی کہ ملک مکاتب من وجہ ملک مولیٰ ہے۔ اور یہاں شبہہ مثل حقیقت ردالمحتار میں ہے۔

فی البحر عن المحیط وقد قالوا انہ لایجوز لمکاتب ھاشمی لان الملک یقع للمولی من وجہ والشبھۃ ملحقۃ بالحقیقۃ فی حقھم اھ ای ان المکاتب وان صار حرایدا حتی یملک مایدفع الیہ لکنہ مملوک رقبۃ ففیہ شبھۃ وقوع الملک لمولاہ الھاشمی والشبھۃ معتبرۃ لکرامتہ بخلاف الغنی کما مرفی العامل فلذا قیدہ بقولہ فی حق بنی ھاشم اھ۔

بالجملہ۔ جب حدیث وہ اور فقہ یہ پھر خلاف کی طرف راہ کہاں اب جو صاحب جواز پر فتویٰ دیں ان کا منشا غلط ایک مقدوح و مرجوح و مجروح و مطروح روایت ہے۔ جو ابو عصمہ نوح بن ابی مریم جامع نے امام رضی اللہ عنہ سے حکایت کی کہ ہمارے زمانے میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ روا ہے۔ کہ بسبب حرمت مال غنیمت سے خمس خمس ملتا تھا۔ اب کہ وہ نہیں ملتا زکوٰۃ نے عود کیا۔

اقول۔ یہ حکایت نہ روایۃً رجیح نہ درایۃً نجیح ہم ابھی بیان کر آئے کہ علت حرمت بنص صریح صاحب شرع صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و تصریحات متظافرہ حاملان شرع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کثافت صدقات و نظافت سادات یعنی بنی ہاشم ہے اور وہ تبدل زمانہ سے متبدل نہیں ہو سکتی اور جو دلیل اس ضعیف قبل پر بیان میں آئی فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کی کامل ناتمامی اپنے فتاوای یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ مندرجہ مجموعۃ العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں بحمد اللہ تعالیٰ روشن بیانوں سے واضح کر دی اور اسی میں اٹھارہ دلائل ساطعہ قائم کئے کہ امام اجل ابو جعفر طحاوی قدس سرہ کی طرف اس روایت مرجوحہ کے اخذ و اختیار کی نسبت میں بڑا دھوکا واقع ہوا جن میں سترہ خود کلام امام ممدوح کی شہادات سے ہیں۔ بلکہ وہ بلاشبہ اسی مذہب حق و ظاہر الروایۃ کو بھذا ناخذ فرماتے اور معتمد و مفتیٰ بہ ٹھہراتے ہیں۔ ایک سہل سی عام فہم بات یہ ہے۔ کہ وہی امام ممدوح اپنی اسی کتاب شرح معانی الآثار کی اسی کتاب کے اسی باب کی بحث

Marfat.com

ہیں جہاں ان سے اس ترجیح معکوس کا وقوع بتایا جاتا ہے۔ خاص اسی ہٰذا ما نحن فیہ سے متصل صاف صریح تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بنی ہاشم کے غلام تو غلام موالی پر بھی زکوٰۃ حرام فرماتے ہیں۔ ہمارے ائمہ سے اس کا خلاف معلوم نہیں سبحان اللہ جب ان کے نزدیک خود بنی ہاشم کے لئے زکوٰۃ حلال تھی تو ان کے غلاموں پر حرام ماننا کیونکر معقول تھا۔ طرفہ یہ کہ یہیں امام طحاوی نے اس مذہب کو اختیار فرمایا ہے۔ کہ بنی ہاشم پر نہ صرف زکوٰۃ و صدقات واجبہ بلکہ صدقہ نافلہ بھی حرام ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول ہے۔ پھر انہیں، قائل جواز ماننا کیسا سخت قول بالمحال ہے۔ جسے اس مطلب جلیل کی تنقیح جمیل پر اطلاع منظور ہو فتاوٰی فقیر کی طرف رجوع کرے اور جب یقیناً معلوم کہ روایت شاذہ مذہب اجماعی ائمہ ثلثہ کے خلاف واقع اور تمام متون کا اس کے خلاف پر اجماع قاطع اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ اس کی دافع اور دلیل و درایت میں بھی اس کا حصہ محض ذاہب وضائع اور فتویٰ امام طحاوی یقیناً جانب ظاہر الروایۃ راجع تو اس پر فتویٰ دینا قطعاً مردود جس سے شرح مطہر جزماً مانع۔ کون نہیں جانتا کہ اطباق متون کی کیسی شان جلیل ہے۔ جس کے سبب بارہا محققین نے جانب خلاف کی صریح تصحیحوں کو قبول نہ کیا نہ کہ اس طرف تصحیح و ترجیح کا نام بھی نہ ہو نہ کہ صراحۃً امام مجتہد نے اسی جانب پر فتویٰ دیا ہو باایں ہمہ اسے چھوڑ کر ادھر جانا کس قدر موجب عجب شدید ہے۔ درمختار میں ہے۔

قال فی الخانیۃ وعلیہ الفتوٰی لکن المتون علی الاول فعلیہ المعول۔

کون نہیں جانتا کہ ہنگام اختلاف ظاہر الروایۃ ہی مرجح ہے۔ اگرچہ دونوں مذیل بفتویٰ ہوں۔ بحرالرائق میں ہے۔

اذا اختلف التصحیح وجب الفحص عن ظاہر الروایۃ والرجوع الیھا۔

علماء فرماتے ہیں۔ جو کچھ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے ہمارے ائمہ کا مذہب نہیں۔ ردالمحتار کی کتاب احیاء الموات میں ہے۔

ماخالف ظاہر الروایۃ لیس مذھبا لاصحابنا۔

پھر جبکہ خاص اسی طرف فتویٰ ہو اور اس جانب کچھ نہیں تو ادھر چلنا وہ روش ہی نفسی سے

Marfat.com

کتنا بعید ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قوت دلیل کس قدر موجب تعویل یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں۔

لا یعدل عن درایۃ وافقھا روایۃ کما فی الغنیۃ شرح المنیۃ ورد المحتار وغیرھما۔

اس تنکیر روایۃ پر نظر کیجیے اور ما نحن فیہ کی حالت دیکھیے جب روایت کی موافقت مانع عدول تو ما ہی الروایۃ کا خلاف کیونکر مقبول پھر اس طرف احادیث متواترہ ان سب کے علاوہ جن کی صحت پر ایسا یقین کہ گویا بگوش خویش کلام اقدس حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سن رہے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان وجوہ کے بعد بھی وہ روایت قبول تو قبول التفات کے قابل ٹھہرے لاجرم ملاحظہ کیجیے کہ بکثرت علمائے اصحاب متون وشروح وفتاویٰ اپنے تصانیف عظیمہ جلیلہ معتمدہ مثل قدوری[1] وبدایہ[2]۔ ووافی[3]۔ وکنز[4]۔ ووقایہ[5]۔ ونقایہ[6]۔ واصلاح[7]۔ وملتقی[8]۔ وتنویر[9] وہدایہ[10]۔ ووقایہ[11]۔ وکافی[12]۔ وایضاح[13]۔ واشباہ[14]۔ ودرمختار[15] وطریقہ محمدیہ[16]۔ وحدیقہ ندیہ[17] وخانیہ[18]۔ وخلاصہ[19]۔ وخزانۃ المفتین[20]۔ وجواہر اخلاطی[21]۔ وعالمگیری[22] وغیرہا میں اس روایت کا نام تک زبان پر نہ لائے اور طبقۃ فطبقۃ منع وتحریم کی روشن تصریحیں کرتے آئے کیا وہ اس روایت شاذہ سے آگاہ نہ تھے۔ یقیناً تھے۔ مگر اُسے قابل التفات نہ سمجھے اور بیشک وہ اسی قابل تھی۔ یہ باون[52] عبارتیں اور ستائیس حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بحمد اللہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں۔ سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی۔

بالجملہ۔ اصلا محل شک وارتیاب نہیں کہ سادات کرام وبنی ہاشم پر زکوٰۃ یقیناً حرام نہ انہیں لینا جائز نہ دینا جائز نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو تو اس میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل اور حیلۂ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری و عاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کئے ہیں۔ درمختار میں ہے۔

الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق الاجماع اھ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رہا یہ کہ پھر اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیونکر۔

Marfat.com

اقول: بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوا نہ ملے گا۔ کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انہیں کے صدقے میں انھیں کے سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں۔ ان کی خوشنودی کے لئے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں گے۔ کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں عظیم اکراموں سے مشرف ہوں۔ ابن عساکر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من صنع الٰی احد من اہل بیتی یدًا کافاتہ علیہا یوم القیامۃ۔

جو میری اہلبیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا۔ میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من صنع صنیعۃ الٰی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافاتہ اذا لقینی

جو شخص اولاد عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے۔ جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا اللہ اکبر اللہ اکبر قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفےٰ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سا صاحب التاج خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرما دیں ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دوجہان کو بس ہے۔ بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ وانفس ہے۔ جس کی طرف کلمہ کریمہ اذا لقینی اشارہ فرماتا ہے۔ بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد اللہ روز قیامت وعدہ وصال و دیدار محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے۔ مسلمانو اور کیا درکار ہے۔ دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو۔ وباللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے۔ کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مال زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکوٰۃ

Marfat.com

دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا ذخیرہ وہندیہ میں ہے۔

اذا اراد ان یکفن میتا من زکوٰۃ مالہ لایجوز والحیلۃ ان یتصدق بھا علی فقیر من اھل المیت ثم ھو یکفن بہ فیکون لہ ثواب الصدقۃ ولاھل المیت ثواب التکفین وکذلک فی جمیع ابواب البر کعمارۃ المساجد بناء القناطیر الحیلۃ ان یتصدق بمقدار زکوٰتہ علی فقیر ثم یامرہ بالصرف الی ھذہ الوجوہ فیکون للمتصدق ثواب الصدقۃ وللفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرۃ اھ ملخصا۔

اقول - ویظھر لی ان ثواب تلک القرب لھما جمیعا لان من دل علی خیر کان کفاعلہ وقد تواتر عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی نظائرہ تکامل الثواب لکل شریک فی الخیرات لاتنقص الشرکۃ من اجور ھم شیئا فھذا الذی حدانی علی الجزم بما سمعت ثم رایت فی الدر المختار حیلۃ التکفین بھا التصدق علی الفقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما اھ قال الشامی ای ثواب الزکوٰۃ للمزکی وثواب التکفین للفقیر وقد یقال ان ثواب التکفین یثبت للمزکی ایضا لان الدال علی الخیر کفاعلہ وان اختلف الثواب کما وکیفا قلت واخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقۃ علی یدی مائۃ لکان لھم من الاجر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجرہ شیء اھ فھذا عین ما بحثت وللہ الحمد۔

مگر اس میں دقت اتنی ہے کہ اگر اس نے نہ مانا تو اسے کوئی راہ جبر کی نہیں کہ آخر وہ مالک مستقل ہو چکا اسے اختیار ہے چاہے دے یا نہ دے۔ در مختار میں ہے۔

الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء وھل لہ ان یخالف امرہ لم ارہ والظاھر نعم۔

Marfat.com

ردالمحتار میں ہے۔

ابحثہ صاحب النھر وقال لانہ مقتضی صحۃ التملیک قال الرحمتی والظاھر انہ لاشبھۃ فیہ لانہ ملکہ ایاہ عن زکوۃ مالہ وشرط علیہ شرطا فاسدا والھبۃ والصدقۃ لاتفسدان بالشرط الفاسد۔

لہذا فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے نزدیک اس کا بے خلش طریقہ یہ ہے کہ مثلاً مال زکوٰۃ سے بیس۲۰ روپے سید کی نذر یا مسجد میں صرف کیا چاہتا ہے۔ کسی فقیر عاقل بالغ مصرف زکوٰۃ کو کوئی کپڑا مثلاً ٹوپی یا سیر سوا سیر غلہ دکھائے کہ یہ ہم تمہیں دیتے ہیں۔ مگر مفت نہ دیں گے بیس۲۰ روپے کو بیچیں گے۔ یہ روپے تمہیں ہم اپنے پاس سے دیں گے کہ ہمارے مطالبہ میں واپس کردو وہ خواہی نخواہی راضی ہوجائے گا۔ جانے گا۔ کہ یہ تو یہ چیز یعنی کپڑا یا غلہ مفت ہی ہاتھ آئے گا اب بیع شرعی کر کے بیس روپے بہ نیت زکوٰۃ اسے دے جب وہ قابض ہوجائے اپنے مطالبہ ثمن میں لے لے اول تو وہ خود ہی دے دیگا۔ کہ سرے سے اسے ان روپیوں کے اپنے پاس رہنے کی امید ہی نہ تھی۔ کہ وہ گرہ سے جاتا سمجھے اسے تو صرف اس کپڑے یا غلے کی امید تھی وہ حاصل ہے تو انکار نہ کرے گا۔ اور کرے بھی تو یہ جبراً چھین لے کہ وہ اس قدر میں اس کا مدیون ہے۔ اور دائن جب اپنے دین کی جنس سے مال مدیون پائے تو بالاتفاق بلے اس کی رضامندی کے لے سکتا ہے۔ اب یہ روپے لے کر بطور خود نذر سید یا بنائے مسجد میں صرف کردے کہ دونوں مرادیں حاصل ہیں۔ درمختار میں ہے۔

یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا من دینہ ولو امتنع المدیون مدیدہ واخذھا لکونہ ظفر بجنس حقہ اھ۔

اور فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس مصرف زکوٰۃ کے عاقل بالغ ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ اس کے ساتھ یہ غبن فاحش کی مبایعت بلاتکلف روا ہو اور کپڑے غلے کی تخصیص اس لئے کی کہ اگر کچھ پیسے بعوض روپوں کے بیچنا چاہے گا۔ تو ظاہر مفاد جامع صغیر پر تقابض البدلین شرط ہوگا۔ وہ یہاں حاصل نہیں اگرچہ روایت اصل پر ایک ہی جانب کا قبضہ کافی اور اکثر علماء اسی طرف ہیں۔ اور یہی قول منقح کما بیناہ فی البیوع عن فتاوٰنا

بل حققنا فیما ان لادلالۃ لکلام الجامع الصغیر ایضًا علی اشتراط التقابض وان نص العلامۃ الشامی۔ بہرحال حتی الوسع محل خلاف سے بچنا احسن اور زر زکوٰۃ پر اس کا قبضہ کرا کر اپنے مطالبے میں لینے کی قید اس لئے کہ کوئی صدقہ بے قبضہ تمام نہیں ہوتا۔ کما نص علیہ العلماء اور یہ تو پہلے بیان میں آچکا کہ اغنیائی کثیر المال شکر نعمت بجالائیں، ہزاروں روپے فضول خواہش یا دنیوی آسائش یا ظاہری آرائش میں اٹھانے والے مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ متوسط الحال بھی ایسی ہی ضرورتوں کی غرض سے خالص خدا ہی کے کام میں صرف کرنے کے لئے ان طریقوں پر اقدام کریں نہ یہ کہ معاذ اللہ ان کے ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے روپے اپنے خورد برد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا یکسر ابطال ہے۔ تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عز وجل کو فریب دینا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح نسئالہ تعالٰی ان یصلح اعمالنا و یعصل آمالنا والحمد رب العالمین واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ زکوٰۃ کن مصارف میں دینا جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب مصرف زکوٰۃ ہر مسلمان حاجت مند ہے جسے اپنے مال مملوک سے مقدار نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو نہ اپنا شوہر نہ اپنی عورت اگرچہ طلاق مغلظہ دے دی ہو۔ جب تک عدت سے باہر نہ آئے نہ وہ جو اپنی اولاد میں ہے۔ جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی نہ وہ جن کی اولاد میں یہ ہے جیسے ماں باپ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ اگرچہ یہ اصلی و فرعی رشتے عیاذًا باللہ بذریعہ زنا ہوں نہ اپنا یا ان پانچوں قسم میں کسی کا مملوک اگرچہ مکاتب ہو نہ کسی غنی کا غلام غیر مکاتب نہ مرد غنی کا نابالغ بچہ نہ ہاشمی کا آزاد بندہ اور مسلمان حاجت مند کہنے سے کافر و غنی پہلے ہی خارج ہو چکے یہ سولہ شخص ہیں جنہیں زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کے سوا سب کو روا مثلاً ہاشمیہ بلکہ فاطمہ عورت کا بیٹا جبکہ باپ ہاشمی نہ ہو کہ شرع میں نسب باپ سے ہے

Marfat.com

بعض متہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سید بن بیٹھتے ہیں اور باوجود تفہیم اس پر اصرار کرتے ہیں۔ بحکم حدیث صحیح مستحق لعنت الٰہی ہوتے ہیں۔ والعیاذ باللہ وقد اوضحنا ذلک فی فتاوانا۔ اسی طرح غیر ہاشمی کا آزاد شدہ بندہ اگرچہ خود اپنا ہی ہو یا آپ اور اپنے اصول و فروع و زوج و زوجہ و ہاشمی کے علاوہ کسی غنی کا مکاتب یا زن غنیہ کا نابالغ بچہ اگرچہ یتیم ہو یا اپنے بہن، بھائی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں۔ بلکہ انھیں دینے میں دونا ثواب ہے زکوٰۃ و صلہ رحم یا اپنی بہو یا داماد یا ماں کا شوہر یا باپ کی عورت یا اپنے زوج یا زوجہ کی اولاد کہ ان سولہ کو بھی دینا روا جبکہ یہ سولہ ان سولہ سے نہ ہوں از آنجا کہ انھیں ان سے مناسبت ہے۔ جس کے باعث ممکن تھا۔ کہ ان میں بھی عدم جواز کا وہم جاتا لہٰذا فقیر نے انہیں بالتخصیص شمار کر دیا اور نصاب مذکور پر دسترس نہ ہونا چند صورت کو شامل ایک یہ کہ سرے سے مال ہی نہ رکھتا ہو اسے مسکین کہتے ہیں۔ دوم مال ہو مگر نصاب سے کم یہ فقیر ہے۔ سوم نصاب بھی ہو مگر حوائج اصلیہ میں مستغرق جیسے مدیون چہارم حوائج سے بھی فارغ ہو مگر اسے دسترس نہیں جیسے ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس خرچ نہ رہا تو بقدر ضرورت زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ اس سے زیادہ اسے لینا روا نہیں یا وہ شخص کا مال دوسرے پر دین مؤجل ہے۔ اور ہنوز میعاد نہ آئی اب اسے کھانے پہننے کی تکلیف ہے۔ تو میعاد آنے تک بقدر حاجت لے سکتا ہے۔ یا وہ جس کا مدیون غائب ہے۔ یا لے کر مکر گیا اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو کہ ان سب صورتوں میں دسترس نہیں۔

بالجملہ مدار کار حاجت مندی بمعنی مذکور پر ہے تو جو نصاب مزبور پر دسترس رکھتا ہے ہرگز زکوٰۃ نہیں پا سکتا اگرچہ غازی یا حاجی یا طالب علم یا مفتی مگر عامل زکات جسے حاکم اسلام نے ارباب اموال سے تحصیل زکات پر مقرر کیا وہ جب تحصیل کرے تو بحالت غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو پھر دینے میں تملیک شرط ہے جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطور اباحت اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دینا یا میت کے کفن دفن

۱۔ اگر دین معجل ہے خواہ ابتداء یا یوں کہ جو اجل مقرر ہوئی تھی۔ گذر چکی اور مدیون غنی حاضر ہے تو یہ صورت دسترس کی ہے۔ ۱۲ منہ

میں لگانا یا مسجد کنواں، خانقاہ، مدرسہ، پل، سرا وغیرہ بنوانا ان سے زکوٰۃ نہ ادا ہوگی اگر ان میں صرف کیا چاہے تو اس کے وہی حیلے ہیں۔ جو مسئلہ رابعہ میں گزرے۔

هذا كله ملخص ما استقر عليه الامر فی تنویر الابصار والدر المختار ورد المحتار وغیرها من معتبرات الاسفار وقد لخصناه بتوفیق الله احسن تلخیص لعله لا یوجد من غیرنا ولله الحمد فمن شك فی شیء من هذا فلیراجع الاصول التی سمینا ولم نسم نعم لا باس ان نورد نصوص بعض ما یكاد یخفی او یستغرب ففی رد المحتار شمل الولاد بالنكاح والسفاح فلا یدفع الی ولده من الزنا الخ وفیه تحت قوله او بینهما زوجیة ولو مبانة ای فی العدة ولو بثلاث نهر عن معراج الدرایة اھ وفیه تحت قوله ولا الی مملوك المزكی ولو مكاتبا وكذا مملوك من بینه وبینه قرابة ولاد او زوجیة لما قال فی البحر لفتح الخ وفیه تحت قوله بخلاف طفل الغنیة فیجوز ای ولو لم یكن له اب بحر عن القنیة اھ وفیه وقید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة ویجوز دفعها لزوجة ابیه وابنه وزوج ابنته تاترخانیة اھ ملخصا وفیه من كتاب الوصایا تحت قوله الشرف من الام فقط غیر معتبر تؤیده قول الهندیة عن البدائع فثبت ان الحسب والنسب یختص بالاب دون الام اھ فلا تحرم علیه الزكوٰة ولا یكون كفوا للهاشمیة ولا یدخل فی الوقف علی الاشراف اھ وفیه قال فی الفتح ایضا لا یحل له ای لابن السبیل ان یاخذ اكثر من حاجته قلت وهذا بخلاف الفقیر فانه یحل له ان یاخذ اكثر من حاجته وبهذا فارق ابن السبیل كما افاده فی الذخیرة اھ وفیه تحت قوله ومنه ما لو كان ماله مؤجلا ای اذا احتاج الی النفقة یجوز له اخذ الزكوٰة قدر كفایته الی حلول الاجل نهر عن الخانیة اھ وفیه تحت

Marfat.com

قولہ او علی غائب ای ولوکان حالا لعدم تمکنہ من اخذہ ط اھ فیہ تحت قولہ او معسرا او جاحد ولولہ بینۃ فی الاصح فیجوزلہ الاخذ فی اصح الاقاویل لانہ بمنزلۃ ابن السبیل ولوموسرا معترفا لایجوز کما فی الخانیۃ اھ وفیہ تحت قولہ وفی سبیل اللہ وھومنقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم وفسرہ فی البدائع بجمیع القرب قال فی النھر والخلف لفظی للاتفاق علی ان الاصناف کلھم سوی العامل یعطون بشرط الفقر الخ وفیہ تحت قولہ وبھذا التعلیل یقوی مانسب للواقعات من ان طالب العلم یجوزلہ اخذ الزکوٰۃ ولوغنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ ھذا الفرع مخالف لاطلاقھم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احد ط قلت وھوکذالک والاوجہ تقییدہ بالفقیرالی اٰخر ما افادعلیہ رحمۃ الجواد واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴ میرے کل زیور طلائی سادے اور جڑاؤ میں سونے کا وزن موتی اور نگینے اور لاکھ وغیرہ منہا کرکے اڑسٹھ تولے ہے۔ اور زیور نقرئی تین سو اکتالیس تولہ اس صورت میں جو سالانہ زکوٰۃ ہو اس سے شرح مطلع کیا جاؤں اور ایک دستور العمل ایسا ہو کہ آئندہ جس قدر اور بڑھے اس پر زکوٰۃ بڑھائی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب سونے چاندی کی نصاب اور ان پر واجب وعفو کا حساب مسئلہ ثانیہ میں مشرحاً گزرا اور زیادت ونقصان کے تمام احکام تفصیل تمام مسئلہ ثانیہ وثالثہ میں مبین ہوئے وہ دونوں مسئلے بجائے خود دستور العمل تھے۔ مگر اختلاط زر وسیم یعنی دونوں مال کا مالک ہو البتہ بعض نئے احکام کا موجب ہوتا ہے۔ جن کا بیان اوپر گزرا لہذا فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ بعض ضوابط ضروریہ اور ذکر کرکے دستور العمل کی تکمیل کرتا اور حضرت مستفتی دامت برکاتہ ودیگر ناظرین مستفیدین سے اس کے صلے میں دعائے عفو وعافیت دارین کی تمنا رکھتا ہے۔

فاقول وباللہ التوفیق مال جب بشرائط معلومہ نصاب کو پہونچے تو نفسہ وجوب زکوٰۃ کا سبب اور ایراث حکم میں مستقل ہے۔ جیسے اپنے حکم میں دوسری شے کی حاجت نہیں

Marfat.com

اور نصاب کے بعد جو خمس نصاب ہو وہ بھی نصاب و سبب ایجاب ہے ہاں جو خمس سے کم ہے وہ اپنی نوع میں مثلاً چاندی یا سونے میں موجب زکوٰۃ نہیں ہو سکتا کہ شرع مطہر نے اسے عفو رکھا ہے۔

کما قدمنا فی المسئلۃ الثانیۃ۔

اسی طرح جو ایسا نصاب کو نہیں پہنچا بنفسہٖ سببیت وجوب کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر جب اس نوع کے ساتھ دوسری نوع بھی ہو یعنی زر و سیم مختلط ہوں تو ازآنجا کہ وجہ سببیت ثمنیت تھی۔ اور وہ دونوں میں یکساں تو اس حیثیت سے ذہب و فضہ جنس واحد ہیں۔ لہٰذا ہمارے نزدیک جو ایک نوع میں موجب زکوٰۃ نہ ہو سکتا تھا۔ خواہ اس لئے کہ نصاب ہی نہ تھا۔ یا اس لئے کہ نصاب کے بعد عفو تھا۔ اس مقدار کو دوسری نوع سے تقویم کر کے ملا دیں گے۔ کہ شاید اب اس کا موجب زکوٰۃ ہونا ظاہر ہو پس اگر اس ضم سے کچھ مقدار زکوٰۃ بڑھے گی (یا یں معنی کہ نوع ثانی قبل ضم نصاب نہ تھی۔ اس کے ملنے سے نصاب ہو گئی۔ یا اگلی نصاب پر نصاب خمس کی تکمیل ہو گئی) تو اسی قدر زکوٰۃ بڑھا دیں گے۔ اور اب اگر کچھ عفو بچا تو وہ حقیقۃً عفو ہو گا ورنہ کچھ نہیں اور اگر ضم کے بعد بھی کوئی مقدار زکوٰۃ زائد نہ ہو تو ظاہر ہو جائے گا۔ کہ یہ اصلاً موجب زکوٰۃ نہ تھا۔ ہدایہ میں ہے۔

تضم قیمۃ العروض الی الذھب والفضۃ حتی یتم النصاب ویضم الذھب الی الفضۃ للمجانسۃ من حیث الثمنیۃ ومن ھذا الوجہ صار سببا ثم یضم بالقیمۃ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ

فتح القدیر میں ہے۔

النقدان یضم احدھما الی الاٰخر فی تکمیل النصاب عندنا۔

تبیین الحقائق میں ہے۔

یضم الذھب الی الفضۃ بالقیمۃ فیکمل بہ النصاب لان الکل جنس واحد

خلاصہ میں ہے۔

اصل ھذا ان الذھب یضم الی الفضۃ فی تکمیل النصاب عندنا وھذا استحسان۔

Marfat.com

نقایہ میں ہے۔

یضم الذھب الی الفضۃ بالقیمۃ لا تمام النصاب۔

ان عبارات ائمہ و تقریر فقیر سے واضح ہوا کہ یہ ملانا صرف بغرض تکمیل نصاب ہوتا ہے نصاب کہ بنفسہ کامل ہے۔ محتاج ضم نہیں کہ خود سبب مستقل ہے تو شرع مطہر اس کے سبب ایک مقدار واجب فرمایا کی اب نصاب کو دوسری چیز سے ضم کرنے کا ایجاب تکمیل نصاب نہیں تعطیل نصاب ہے یا یوں کہیے کہ اس ضم سے مقصود تحمیل واجب ہے۔ نہ تبدیل واجب و لہذا ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ذہب و فضہ کی کامل نصابوں میں حکم ضم نہیں بلکہ نصاب ذہب پر جدا زکوٰۃ واجب ہوگی اور نصاب فضہ پر جدا ہاں اگر کوئی یہ چاہے۔ کہ میں ایک ہی نوع زکوٰۃ میں دوں اور وہ قیمت لگا کر ضم کرے تو ہمارے نزدیک کوئی مضائقہ بھی نہیں مگر اس وقت واجب ہوگا کہ تقویم ایسی کرے جس میں فقرا کا نفع زائد ہو مثلاً ایک نقد زیادہ رائج ہے۔ دوسرا کم تو جو رائج تر ہے۔ اس سے تقویم کرے۔ امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں۔

لوکان کل منہما نصابا تاما بلا زیادۃ لا یجب الضم بل ینبغی ان یؤدی من کل واحد زکاتہ فلو ضم حتی یؤدی کلہ من الذھب والفضۃ فلا باس بہ عندنا ولکن یجب ان یکون التقویم بما ھو انفع للفقراء رواجا والا یؤدی من کل منہما ربع عشرہ۔

اس نفیس تقریر سے یہ **فائدے** حاصل ہوئے کہ اگر ایک جانب نصاب تام بلا عفو ہے۔ اور دوسری طرف نصاب سے کم تو یہاں یہی طریقہ ضم متعین ہوگا۔ کہ اس غیر نصاب کو اس نصاب سے تقویم کرکے ملا دیں یہ نہ ہوگا۔ کہ نصاب کو تقویم کرکے غیر نصاب سے ملائیں مثلاً چاندی نصاب اور سونا غیر نصاب تو اس سونے کو چاندی کریں گے چاندی کو سونا نہ کریں گے۔ اور عکس ہے تو عکس۔ اسی طرح اگر ایک طرف نصاب تام بلا عفو ہے۔ اور دوسری جانب مع عفو تو صرف اس عفو کو اس نصاب سے ملائیں گے نصاب مع العفو مجموع کو ضم نہ کریں گے۔ کہ محتاج تکمیل صرف وہی عفو ہے نہ نصاب مثلاً ۹ یا ۱۲ تولے سونا اور ۵۶ تولے

چاندی ہے۔ جس میں ، تولے چاندی عفو ہے۔ تو صرف اس ، تولے چاندی کو سونا کریں گے نہ مجموعہ۔ تولے کو یوہی۔ اگر دونوں جانب عفو ہے۔ تو صرف ان عفووں کو باہم ملائیں گے۔ دونوں طرف کی نصابیں الگ نکال لیں گے۔ ہندیہ میں ہے۔

ولو فضل من النصابین اقل من اربعۃ مثاقیل واقل من اربعین درھما فانہ تضم احدی الزیادتین الی الاخری حتی یتم اربعین درھما واربعۃ مثاقیل ذھب کذا فی المضمرات۔

پس ثابت ہوا کہ قابل ضم زیادہ ہے۔ جو خود نصاب نہیں پھر اگر یہ قابلیت ایک ہی طرف سے ہے جب تو طریقہ ضم آپ ہی متعین ہوگا۔ کما سبق اور دونوں جانب ہے۔ تو البتہ یہ امر غور طلب ہوگا۔ کہ اب ان میں کس کو کس سے تقویم کریں کہ دونوں صلاحیت ضم رکھتے ہیں اس میں کثرت و قلت کی وجہ سے ترجیح نہ ہوگی کہ خواہی نخواہی، قلیل ہی کو کثیر سے ضم کریں۔ کثیر کو نہ کریں کہ جب نصابیت نہیں تو قلیل و کثیر دونوں احتیاج تکمیل میں، یکساں رد المحتار میں ہے۔

لا فرق بین ضم الاقل الی الاکثر وعکسہ۔

بلکہ حکم یہ ہوگا۔ کہ جو تقویم فقیروں کے لیے انفع ہو اسے اختیار کریں اگر سونے کو، چاندی کرنے میں فقرا کا نفع زیادہ ہے۔ تو وہی طریقہ برتیں اور چاندی کو سونا ٹھہراتے ہیں۔ تو یہی ٹھہرائیں اور دونوں صورتیں نفع میں یکساں تو مزکی کو اختیار۔ در مختار میں ہے۔

ولو بلغ احدھما نصابا دون الاخر تعین ما یبلغ ولو بلغ باحدھما نصابا وخمسا وبالاخر اقل قومہ بالانفع للفقیر سراج اھ وفی رد المحتار عن النھر عن الفتح تعین ما یبلغ نصابا دون ما لا یبلغ فان بلغ بکل منھما واحدھما اروج تعین التقویم بالاروج اھ وفی شرح النقایۃ للقھستانی وان تساویا فالمالک مخیر۔

جب یہ امور ممہد ہوئے تمام صورتوں کے احکام معلوم ہوگئے کہ اختلاط زر و سیم انہیں تین حال میں منحصر۔ یا کسی کی طرف کوئی مقدار قابل ضم نہ ہوگی اور یہ جب ہی ہوگا کہ دونوں

Marfat.com

نصاب ہوں اور دونوں بے عفو اس کا حکم اول ہی گزرا کہ ہر ایک کی زکوٰۃ جدا واجب ہوگی۔ اور ایک ہی نوع سے دینا چاہیے تو نفع فقرا کا لحاظ واجب یا صرف ایک طرف مقدار قابل ضم ہوگی یہ یونہی ہوگا۔ کہ ایک نصاب باعفو ہو اور دوسرا اس سے غیر نصاب یا نصاب مع العفو تو اس کی دو صورتیں نکلیں ان کا ضابطہ[۱] بھی معلوم ہو چکا کہ خاص اسی قابل ضم کو دوسرے کے ساتھ تقویم کریں گے یا دونوں طرف مقدار قابل ضم ہو یہ اس طرح ہوگا۔ کہ دونوں نصاب سے کم یا ایک کم اور ایک میں عفو یا دونوں میں عفو تو اس کی تین صورتیں ہوئیں۔ ضابطہ[۲] بھی مذکور ہوا کہ جو مقداریں، دونوں طرف قابل ضم ہیں۔ انہیں کو آپس میں ملائیں گے۔ اور نفع فقرا کا لحاظ رکھیں گے یعنی جس تقویم میں زیادہ مالیت واجب الادا ہو وہی اختیار کریں گے۔ اور مالیت برابر ہو تو جس نقد کا رواج زیادہ ہے۔ اسے لیں گے اور قدر و رواج سب یکساں ہوں تو اختیار دیں، گے جدول اختلاطات زر و سیم مع اشارۂ احکام۔

ذہب / فضہ	نصاب سے کم	نصاب[۱] بے عفو	نصاب باعفو
نصاب سے کم	دونوں کا کل بہ لحاظ انفع ملائیں	چاندی کو سونا کریں	سونے کا عفو اور چاندی کا کل بلحاظ انفع ملائیں
نصاب بے عفو	سونے کو چاندی کریں	ہر ایک کی جدا زکوٰۃ اور ملانا ہو تو بلحاظ انفع	سونے کے عفو کو چاندی کریں
نصاب باعفو	چاندی کا عفو اور سونے کا کل بہ لحاظ انفع ملائیں	چاندی کے عفو کو سونا کریں	دونوں عفووں کو بہ لحاظ انفع ملائیں۔

۱؎ اس مثلث نہ خانہ احکام کا خانہ قلب وہ صورت ہے۔ جس میں اصلاً حکم ضم نہیں اور اس کے چاروں خانہ آتشی بادی آبی خاکی متعلق ضابطہ اولیٰ اور باقی چار رکن خانے کہ چاروں گوشوں پر ہیں متعلق ضابطہ ثانیہ ۱۲ منہ۔

Marfat.com

ہر چند اس بیان و جدول نے مسئلہ واضح کر دیا۔ مگر بوجہ پیچیدگی عام مسلمین کے لئے ان دونوں ضابطوں میں ایضاح امثلہ کی بیشک ضرورت لہذا فقیر غفرلہ المولی القدیر پھر جانب تفصیل عنان گردانی کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

شرح ضابطۂ اولیٰ چاندی سونے میں جب ایک نصاب تام بلا عفو ہو اور دوسرا نصاب نہ ہو خواہ کلاً یعنی سرے سے نصاب تک پہنچا ہی نہ ہو یا بعضاً یعنی نصاب کے بعد جو عفو بچا ہو اس غیر نصاب کل یا بعض کو اس دوسرے کے ساتھ ضم کریں گے۔ مثلاً چاندی کل یا بعض غیر نصاب ہے تو اسے بلحاظ قیمت سونا قرار دے کر سونے کے نصاب سے ملائیں گے۔ اور سونا کل یا بعض غیر نصاب ہے۔ تو اسے چاندی سے تو ضابطۂ اولیٰ کی دو صورتیں بعد بسط چار ہو گئیں۔ جیسا کہ مطالعہ جدول سے واضح ہوا ہوگا۔ اب ہم بعد ضم دیکھیں گے۔ کچھ زکوٰۃ بڑھی یا نہیں اگر اب بھی نہ بڑھی تو وہ غیر نصاب عفو مطلق تھا کہ کسی طرح موجب زکوٰۃ نہ ہوا اور بڑھی تو یا کچھ عفو نہ بچے گا۔ اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ یہ غیر نصاب جو اپنی نوع میں ناموجب زکوٰۃ نظر آتا تھا۔ حقیقۃً بالکل موجب تھا۔ یا قدرے بچے گا تو ثابت ہوگا۔ کہ واقع میں اسی قدر عفو ہے باقی پر زکوٰۃ تو یہ تین حالتیں ہیں جنہیں ان چار میں ضرب دینے سے بارہ صورتیں نکلیں۔ اب ہر ایک کی مثال لیجئے اور حساب کے لئے فرض کیجئے کہ تولہ بھر سونے کی قیمت چوبیس تولے چاندی ہے۔ اور تولہ بھر چاندی کی چار رتی سونا۔

مثال۱ ایک شخص کے پاس ۵۲ ½ تولے چاندی اور سوا پانچ ماشہ سونا ہے۔ تو چاندی نصاب تام بلا عفو ہے۔ اور سونا کلاً غیر نصاب لہذا سونے کو چاندی کر کے چاندی سے ملایا۔ یعنی بلحاظ قیمت دیکھا کہ اس قدر سونے کی کتنی چاندی ہوئی نرخ مذکور پر یہ سونا ۱۰ ½ تولے چاندی کا ہوا تو گویا وہ ۵۲ ½ تولے چاندی ۵ ماشہ سونے کا مالک نہیں بلکہ ۶۳ تولے چاندی کا مالک ہے۔ یہ چاندی کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس پوری ہوئی جس پر عفو کچھ نہ بچا۔

مثال۲ اسی صورت میں ۱۰ ماشے سونا فرض کیجئے جس کے ۲۰ تولے چاندی تو گویا ۷۲ ½ تولے چاندی کا مالک ہے۔ جس میں وہی نصاب کامل و نصاب خمس نکل کر ۹

تولے چاندی عفو رہی کہ خمس نصاب سے کم ہے۔ یہ عفو حقیقی ہوا یعنی سونے کو چاندی سے ضم نہ کرتے تو بوجہ عدم نصاب بالکل عفو نظر آتا تھا۔ ضم کرنے سے کھل گیا۔ کہ اس میں صرف ۳ ماشے سونا جس کی ۹ تولے چاندی ہوئی عفو ہے باقی پر زکوٰۃ واجب۔

مثال ۳۔ صورت مسطورہ میں صرف ۵ ماشے سونا ملیئے تو کل عفو رہے گا۔ کہ اس کی دس ہی تولے چاندی ہوئی اور مال جب تک نصاب کے بعد خمس نصاب تک نہ پہنچے عفو ہے۔ اور چاندی میں خمس ۱۰ تولے ہے۔

مثال ۴۔ اسی صورت میں ۷ تولے ۱۱ ماشے سونا لیجیے تو ۷ تولے سونا تو نصاب کامل ہے۔ اس کے بعد ۵ ماشے عفو نظر آتا ہے۔ بس اسی قدر کو چاندی سے ضم کریں گے اور ایک نصاب اور ایک نصاب و خمس نصاب سیم کی زکوٰۃ واجب ہیں گے جس میں عفو کچھ نہ رہا۔

مثال ۵۔ اسی صورت میں اگر ۸ تولے ۳ ماشے سونا ہے تو بدلیل مثال دوم وہی ۳ ماشے سونا عفو رہے گا۔

مثال ۶۔ ۷ تولے ۱۲ ماشے سونا ہے۔ تو نصاب زر سے جتنا زیادہ ہے۔ یعنی ۱۲ ماشے سب عفو مطلق ہے۔ کہ بعد ضم بھی زکوٰۃ نہیں بڑھاتا ان چھ مثالوں میں چاندی نصاب تام بلا عفو تھی اور سونا قابل ضم پہلی تین میں راساً نصاب سے کم اور پچھلی تین میں عفو اب وہ مثال لیجیے کہ سونا نصاب تام بلا عفو اور چاندی آئیں دو وجہوں پر قابل ضم۔

مثال ۷۔ ایک شخص ۷ تولے سونا، ۲۱۶ تولے چاندی کا مالک ہے۔ تو چاندی کلا غیر نصاب ہے۔ اسے بحساب قیمت سونا کیا تو ۱ تولے ہوا یہ پوری نصاب خمس ہے۔ تو سونے کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس ہوئی اور عفو اصلا نہ بچا۔

مثال ۸۔ اسی صورت میں چاندی ۵۰ تولے رکھئے تو ۱۴ تولے رکھئے تو ۱۴ تولے عفو رہی کہ ۳۶ تولے سونے کی نصاب خمس ہو گئی ۱۴ تولے کا ۷ ماشے سونا ہوا کہ خمس سے کم ہے۔ وہ عفو رہا۔

مثال ۹۔ اسی صورت میں چاندی ۳۰ تولے فرض کیجیے تو کل عفو ہے۔ کہ اس

Marfat.com

کا سوا ہی تولے سونا ہوا تو بعد ضم بھی کچھ نہ بڑھا۔

مثال ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ۔ اب ہمیں وہ تین صورتیں بیان کرنی رہیں۔ جن میں سونا نصاب بے عفو ہو اور چاندی نصاب باعفو جس کے عفو کو سونے سے ملائیں تو جب بھی عفو ہے۔ یا کچھ زکوٰۃ واجب کرے کچھ عفو یا بالکل زکوٰۃ واجب کرے یہ پچھلی دو صورتیں بظاہر محال عادی نظر آتی ہیں کہ نصاب میں عفو ہی ہوتا ہے۔ جو خمس سے کم ہو اور نصاب کے بعد زکوٰۃ وہی واجب کرتا ہے جو خمس تک پہنچے تو ان صورتوں کا وقوع جب ہی ہوگا۔ کہ ۱۰ تولے سے کم چاندی ۱ تولے سونے کے برابر یا اس سے بھی زائد ہو مگر یہ عادۃً ہو نہیں سکتا بلکہ ۱۰ تولے یا اس سے کچھ زیادہ چاندی تولہ بھر سونے کی قیمت کو بھی نہیں پہونچتی تو بادی النظر میں یہاں صرف صورت اولیٰ ہی قابل وقوع ہے یعنی عفو سیم کو نصاب ذہب سے جب ملایئے عفو ہی ہے۔ مگر ایک نفیس و شریف و جلیل و لطیف قاعدہ معلوم کرنے سے کھل جائے گا دو صورتیں بھی قابل وقوع ہیں۔ اس باعظمت قاعدے کا جاننا صرف انہیں صورتوں کے لئے ضرور ہے۔ بلکہ جو اہل زکوٰۃ زر و سیم دونوں قسم کے مالک ہوں اور عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں ان سب پر اس کا علم فرض عین ہے۔ کہ اس کے نہ جاننے میں بہت غلطیاں اور خرابی و زیاں واقع ہوتے ہیں۔ لوگ اکثر سمجھ لیتے ہیں۔ ہم زکوٰۃ ادا کر چکے اور واقع میں مطالبہ باقی ہوتا ہے وہ **ضروری قاعدہ عظیم الفائدہ واجب الحفظ** یہ ہے کہ اگرچہ زر و سیم کی قیمت و وزن باہم اکثر مختلف ہوتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ صنعت کا قدم درمیان ہو مثلاً ممکن کہ تولہ بھر سونے کا کوئی گہنا صناعی کے سبب پچاس روپے کی قیمت کا ہو اگرچہ ایک تولہ سونے کی قیمت پچیس ۲۵ ہی روپیہ ہو یا تولہ بھر چاندی کی چیز چار روپے کو بکے اگرچہ چاندی ایک ہی روپیہ تو نہ ہو دہلی کی سادہ کاریوں میں یہ بات خوب واضح ہوتی ہے۔ یوہیں جب مال ہارتا ہو تو قیمت وزن گھٹ جاتی ہے۔ کما لا یخفی مگر شرع مطہر نے سونے چاندی میں وجوباً و اداءً ہر طرح وزن ہی کا اعتبار فرمایا ہے۔ نہ قیمت کا مثلاً کسی کے پاس صرف ۷ تولے سونے کا گہنا ہے کہ قیمت میں ۷ تولے تک پہنچتا یا اس سے بھی زائد ہوتا ہے۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ۷ تولے کامل نہ ہوا یا ۷ تولے ہارتے سونے کا مال ہے۔ کہ قیمت

ہیں ، تولے سونے سے بھی کم ہے ۔ اس پر زکوٰۃ واجب کہ وزن نصاب پورا ہے ۔
یا ایک شخص کے پاس ۷ ، تولے سونے کا زیور ہے ۔ جو بوجہ صنعت ۱۵ ، تولے سونے کی قیمت
ہے ۔ اس پر صرف ۲ ، ماشے سونا واجب ہوگا کہ وزن کا چالیسواں حصہ ہے ۔ نہ ۴ ، ماشہ کہ
قیمت کا $\frac{1}{40}$ ہے یا ۱۵ ، تولے وزن کی چیز قیمت ہیں ۷ ، تولے کے برابر ہے ۔ تو باعتبار وزن
۴ ، ماشے سونا اپنا ہوگا ۔ یہ لحاظ قیمت ۱ ماشے دینے سے نہ چھوٹے گا ۔ یہ تو وجوبا اعتبار وزن
ہوا اور ادائگی کی یہ صورت کہ مثلاً اس پر ۲ ، ماشہ سونا واجب الادا تھا ۔ اس نے اس کے بدلے
۲ ، ماشے نفیس کندن کہ قیمت میں ۲ ، ماشے سونے کے برابر بلکہ زائد تھا ۔ ادا کیا تو جہدہ بر آنہ
ہوا کہ واجب کا وزن پورا نہ ہوا اور ہارتا سونا ۲ ، ماشے دے دیا جو قیمت میں دو ہی ماشے کے
برابر تھا ۔ تو ادا ہوگیا اگرچہ اس میں کراہت ہے ۔ لقولہ عزوجل لستم باخذیہ الا ان
تغمضوا فیہ ۔

درمختار میں ہے ۔

المعتبر وزنهما اداءً ووجوباً لا قیمتهما ۔

ردالمختار میں ہے ۔

یعنی یعتبر فی الوجوب ان یبلغ وزنهما نصاباً نهر حتی لو کان له ابریق
ذهب او فضة وزنه عشرة مثاقیل او مائة درهم وقیمته لصیاغته
عشرون او مائتان لم یجب فیه شیء اجماعاً قهستانی اسی میں ہے لو له
ابریق فضته وزنه مائة وقیمته بصیاغته مائتان لا تجب الزکوٰة باعتبار
القیمة لان الجودة والصنعة فی اموال الربا لا قیمة لها عند انفرادها
ولا عند المقابلة بجنسها ۔ اسی میں ہے ۔ یعتبر ان یکون المؤدی قدر الواجب
وزنا فلو ادی عن خمسة جیدة خمسة زیوفا قیمتها اربعة جیدة
جاز وکره ولو اربعة قیمتها خمسة ردیئة لم یجز اه ملخصاً ۔

مگر جب ان میں ایک کو دوسرے سے تقویم کریں مثلاً چاندی کو سونے یا سونے
کو چاندی سے جیسا کہ ضم کی صورتوں میں دیکھتے آئے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہے ۔ کہ

جودت وصنعت خلاف جنس کے مقابلہ میں بالاجماع قیمت پاتی ہے۔ مثلاً بارہ تولے چاندی کا وزنی گہنا ہے اور قیمت میں ۱۴ تولے چاندی کے برابر اب اس کی قیمت سونے سے لگائے گا۔ تو بہ لحاظ قیمت پورا تولہ بھر سونا ہوگا نہ بلحاظ وزن ۱۱ ماشہ و لہٰذا جس کے پاس ۲۰۰ تولے چاندی کا زیور چار سو روپے کا قیمتی ہو جس پر ۵ تولے چاندی واجب وہ اگر ۵ تولے چاندی دے دے گا۔ ادا ہو جائے گا۔ اور ۵ تولے چاندی کی قیمت کا سونا دے گا۔ ہرگز ادا نہ ہوگا۔ بلکہ ۱۰ تولے چاندی کا قیمتی سونا دینا آئے گا۔ رد المحتار میں ہے۔

عدم اعتبار الجودة انما هو عند المقابلة بالجنس اما عند المقابلة بخلافه فتعتبر اتفاقاً۔ اسی میں ہے۔ لو کان له ابريق فضة وزنه مائتان وقيمته ثلث مائة ان ادى خمسة من عينه او من غيره جاز واجمعوا انه لو ادى من خلاف جنسه اعتبرت القيمة حتى لو ادى من الذهب ما تبلغ قيمته خمسة دراهم من غير الاناء لم يجز فى قولهم لتقوم الجودة عند المقابلة بخلاف الجنس كذا فى المعراج نهر اھ ملخصا۔

جب یہ قاعدہ معلوم ہوگیا تو اب ان دو صورتوں کی مثالیں بھی واضح ہوگئیں مثلاً ایک شخص کے پاس ۱۰ تولے سونا اور ۶۱ تولے چاندی کا گہنا ہے۔ جو بوجہ صناعی جوگنی قیمت کا ہے اس میں ۵۲ تولے چاندی تو نصاب کامل ہوگئی ۹ تولے بچی وہ عفو نظر آتی ہے۔ اسے بلحاظ قیمت سونے سے ملایا تو یہ ۹ تولے بسبب صنعت ۳۶ تولے کی قیمت میں ہے۔ جس کا ۱ تولے سونا ہوا کہ خمس نصاب زر ہے۔ تو ایک نصاب سیم اور ایک نصاب وخمس نصاب وزر کی زکوٰۃ واجب ہوئی اور عفو کچھ نہ بچا اور اسی صورت میں ۴۲ تولے چاندی ہے۔ تو ماشہ بھر سونا کہ اس ۶ ماشے چاندی کی قیمت ہوا عفو رہے گا۔ کما لا یخفی واللہ تعالیٰ اعلم۔

شرح ضابطۂ ثانیہ

ملاحظۂ جدول سے یہ بھی کھلا ہوگا کہ دونوں جانب مقدار قابل ضم ہونے کی تین صورتیں بھی عند البسط چار ہوگئیں یعنی چاندی سونا دونوں غیر نصاب یا دونوں نصاب مع العفو یا چاندی غیر نصاب اور سونے میں عفو یا سونا غیر نصاب اور چاندی میں عفو۔ پھر ہر صورت چھ حال سے خالی نہیں

Marfat.com

(۱) یہ کہ بعد ضم بھی اصلاً زکوٰۃ نہ پڑے یعنی خواہ قابل ضم چاندی کو سونا کیجئے یا قابل ضم سونے کو چاندی کسی طرح یہ مقدار موجب زکوٰۃ نہ ہو اس صورت میں وہ عفو حقیقی رہے گا۔ مثلاً ایک شخص ۲۰ تولے چاندی اور ایک تولے سونے کا مالک ہے چاندی کو سونا کیجئے تو کل سونا ایک تولہ ۱۰ ماشہ ہوا اور سونے کو چاندی تو کل چاندی ۳۴ تولے نہ اتنا سونا موجب زکاۃ اتنی چاندی (۲) سونے کو چاندی کیجئے تو نصاب بنے اور چاندی کو سونا کیجئے تو نہ بنے مثلاً ۱۰ تولے چاندی ۵ تولے سونا ہے۔ سونے کو چاندی کیا تو کل چاندی ۱۳۰ تولے ہوئی۔ کہ دو نصاب کامل اور دو نصاب خمس اور ۴ تولے عفو ہے اور چاندی کو سونا کیا تو کل ۵ تولے سونا ہوا کہ نصاب تک بھی نہ پہنچا لہذا سب کو چاندی ہی ٹھہرائیں گے۔ (۳) اس کا عکس کہ چاندی کو سونا کرنے سے نصاب بنے اور سونے کو چاندی کرنے سے نہ بنے مثلاً ۷ تولے ۲ ماشے سونا اور ۵۰ تولے چاندی ہے ۷ تولے سونا تو نصاب کامل ہو کر الگ ہو گیا بچا ۲ ماشہ سونا ادھر وہ عفو ہے۔ اور ادھر ۵۰ تولے چاندی یہ بے نصاب ہے۔ انہیں دونوں کا باہم میل ہونا ہے۔ اب اگر ماشے بھر سونے کو چاندی کرتے ہیں۔ تو کل چاندی ۵۲ تولے آتی ہے یہ نصاب بھی نہ ہوئی اور چاندی کو سونا کرتے ہیں۔ تو یہ کل سونا ۲ تولے ۲ ماشے ہوتا ہے۔ کہ ۸ تولہ نصاب خمس ہو کر موجب زکوٰۃ ہوگا۔ اور باقی ۸ ماشے عفو رہے گا۔ (۴) دونوں سے نصاب بنے مگر چاندی فقرا کے لئے انفع ہو مثلاً ۷ تولے سونا ۲۴ تولے چاندی کہ سونا کیجئے تو ۸ تولے ۹ ماشے ہوا ۷ تولے پر زکوٰۃ اور ۱ تولہ عفو تو صرف ۲ ماشے سونا دینا ہوگا۔ جس کی قیمت ۴ تولے چاندی کیجئے تو ۱۰۲ تولے ہوئی کہ پوری چار نصاب بلا عفو ہے جس پر ۵ تولے چاندی واجب تو چاندی کرنے میں فقرا کو ۹ ماشے چاندی زیادہ ملے گی (۵) سونا انفع ہو جیسے ۷ تولے سونا ۸۴ تولے چاندی کہ چاندی کیجئے تو چار نصاب کامل کے بعد ۶ تولے معفو رہے گی۔ اور صرف ۵ تولے چاندی دینی ہوگی جس کی قیمت ۲ ماشے ۵ سرخ سونا اور سونا کیجئے۔ تو پورا ۱۵ تولے ہوا ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس بلا عفو ہے جس پر ۲ ماشے ۵¾ سرخ سونا واجب تو سونا کرنے میں فقرا کو ¾ سرخ سونا زیادہ جائے۔ (۶) دونوں یکساں ہوں۔ مثلاً فرض کیجئے تولہ بھر سونے کی قیمت ۲۱ تولے چاندی ہے۔ اور یہ شخص ۲۴ تولے چاندی ۵ تولے سونے کا مالک ہے۔ اگر چاندی

Marfat.com

کو سونا کرتے ہیں۔ تو ستاسٹھ تولے یعنی ایک نصاب کامل ہوا جس پر ۲ ماشے سونا یعنی ۱۳ تولہ ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی کا واجب ہوا اور سونے کو چاندی کیجئے تو ۷۵۸ تولے ۱۰ ماشے چاندی یعنی تین نصاب کامل ہوئی جس پر ۲۲ تولے ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی یعنی قیمتی ۲ ماشہ سونے کی واجب ہوئی ہر طرح حاصل ایک ہی رہتا ہے۔ اس صورت میں مزکی کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں جس سے چاہے تقویم کرے بشرطیکہ دونوں رواج میں یکساں ہوں ورنہ رائج تر متعین ہوگا۔ اس ضابطہ کی چار صورتوں میں ان چھ حالتوں کو ضرب دیجئے تو چوبیس ہوتی ہیں جس کے امثلہ کی پوری تفصیل موجب تطویل اور جبکہ ہم ہر صورت کی ایک مثال لکھ چکے وضوح مسئلہ بحمد اللہ اپنے منتہی کو پہنچا جس کے بعد زیادہ اطالت کی حاجت نہیں۔

اب بحمد اللہ یہ دستور العمل کامل و مکمل ہوگیا۔ کہ عالم میں کوئی اختلاط زر و سیم ان ۴۲ صورتوں سے خارج نہیں ہو سکتا ایک صورت دونوں جانب کمال نصاب بلا عفو کی اور ۱۲ صورتیں ضابطہ اولیٰ اور ۲۴ ضابطہ ثانیہ کی اور ۴ صورتیں کہ صرف چاندی کا مالک ہو یا صرف سونے کا مالک ہو یا صرف سونے کا ان کے احکام مسئلہ ثانیہ میں واضح ہو چکے ۴۱ اکتالیس ہوئیں چالیس ویں صورت کہ سونا چاندی کچھ نہ رکھتا ہو۔ اس کا حکم خود واضح۔ اب یہ مسائل بحمد اللہ تعالیٰ تمام صور کے بیان احکام کو کافی وافی ہوگئے انہیں سے آئندہ کی زیادت و نقصان کے احکام نکل آئیں گے کہ آخر بڑھ کر انہیں بیالیس صورتوں سے ایک میں رہے گا غایت یہ کہ تبدیل صورت ہو جائے مثلاً پہلے جو مال تھا۔ ضابطہ اولیٰ کی صورت یکم پر تھا۔ اب بڑھ کر ضابطہ ثانیہ یا اولیٰ کی دوم یا اول الصور ہو گیا وعلیٰ ہذا القیاس۔ یوہیں گھٹ کر ۴۲ صورتوں سے باہر نہ جائے گا۔ تو کوئی حکم ایسا نہیں جسے یہ مسائل نہ بتائیں۔ زیادت و نقصان میں کہاں زکوٰۃ گھٹے بڑھے گی کہاں نہیں یہ مسئلہ ثانیہ و ثالثہ سے دیکھ لیجئے امید کرتا ہوں کہ یہ شرح و ایضاح بحول الفتاح اسی تحریر فقیر کا حصہ خاصہ ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اب صورت جزئیہ مسئول عنہا کا حکم نکالنا کتنی بات ہے۔ ۹۸ تولے ۲ ماشہ سونا اور ۱۴۳ تولے چاندی کا اول ہر ایک کی نصابیں الگ نکال لیجئے ۹۸ تولے ۲ ماشہ میں سونے کی ۹ نصابیں کامل ہوئیں جن پر ایک تولہ ۱۰ ماشہ ۲ سرخ سونا واجب ہوا اور ۸ ماشے فاضل بچا

Marfat.com

کہ اپنی نصاب میں عفو ہے۔ ۳۱۶ ۲، تولے ہیں ۲۱۵ تولے کی چھ نصابیں کامل جن پر ۲، تولے ۱، ماشے ۳ سرخ چاندی واجب اور ۲۱، تولے کی دو نصاب خمس ہوئیں۔ جن پر ۴، ماشہ ۲ ۲/۵ سرخ واجب ان کا مجموعہ ۸، تولے ۳، ماشے ۶ ۲/۵ سرخ ہوا اور مال میں ۵، تولے چاندی فاضل رہی کہ اپنی نوع، میں عفو ہے۔ اب یہ صورت ضابطہ ثانیہ کی ہوئی کہ دونوں جانب ایک ایک قسم عفو قابل ضم موجود ہے اس میں ان چھ حالتوں کی جانچ باقی رہی چاندی کو سونا کیجئے تو ۵، تولے چاندی عام نرخ سے اس قابل نہیں کہ ۱، ماشے سونے کی قیمت پہنچے جو اس ۸، ماشے سے مل کر خمس نصاب ذہب یعنی ۱، تولہ سونا بنائے اور زکوٰۃ واجب کرے اب سونے کو چاندی کیجئے تو آج کل کے بھاؤ سے ۸، ماشہ سونا بیشک ۱۶، تولے چاندی سے کچھ زیادہ ہی کا ہے۔ تو وہ اس ۵، تولے چاندی سے مل کر ۲۱، تولے چاندی مع ماشے زائد ہوگا۔ یہ دو نصاب خمس اور حاصل ہوئیں جن پر ۴، ماشے ۲ ۲/۵ سرخ چاندی اور بڑھی تو یوں ہیں کریں گے۔ اور ۶۸، تولے سونے ۳۱۶ ۲ تولے چاندی پر ۱، تولہ ۸، ماشے ۴ سرخ سونا اور ۸، تولے ۱۱، ماشے ۴/۵ سرخ چاندی واجب مانیں گے ۴/۵ سرخ کے معنی رتی کے چار خمس جسے تقریباً ایک رتی چاندی کہیے یہ عام بھاؤ کے اعتبار سے ہے۔ اور اگر بوجہ صنعت نفس مال کے کوئی قیمت بڑھ گئی ہو تو اس کا حساب مالک کو معلوم ہوگا۔ اس کے لئے وہ قاعدہ ضروری واجب الحفظ ہم اوپر لکھ ہی چکے۔

غرض للہ الحمد والمنۃ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے توفیق المولیٰ سبحانہ وتعالےٰ ان مسائل کو ایسی شرح وتکمیل وبسط جلیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ شاید ان کی نظیر کتب میں نہ ملے امید کرتا ہوں جو شخص ان سب کو بغور کامل خوب سمجھ لے گا۔ وہ ہزارہا مسائل، زکوٰۃ کا حکم ایسا بیان کرے گا۔ جیسے کوئی عالم محقق بیان کرے جن مسائل میں فقیر نے آج کل کے بعض مدعیان فقاہت وتحدیث بلکہ امامت فنون فقہ وحدیث کو فاحش

۱؎ نرخ باختلاف اسعار بھی مختلف ہوتا ہے۔ اگر وہاں ۸، ماشے سونا ۱۶، تولے چاندی سے کم کا ہو تو نصب فضہ میں ایک خمس کم ہو جائے گی جس کے سبب مقدار واجب سے ۴، ماشے ۲/۵ سرخ چاندی گھٹا دیں گے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

غلطیاں کرتے دیکھا کم علم آدمی جو ان تحریرات فقیر کو بنہج احسن سمجھ لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بے تکلف صحیح وصاف ادا کرے گا۔ مگر حاشا ہرگز اُردو عبارت جان کر اپنی فہم پر قناعت نہ کرے کہ نازک یا غور طلب بات جو آدمی کی اپنی استعداد سے ورا ہو کسی زبان میں کیسی ہی واضح ادا کی جائے پھر نازک ہے۔ بلکہ واجب کہ کسی عالم کامل سے ان مسائل کو پڑھ لے تاکہ بحول اللہ تعالیٰ اس باب میں خود عالم کامل ہو جائے۔

واستغفر اللہ العظیم الاعظم مما جری علی لسان القلم وصلی اللہ تعالٰی علیہ سیدنا ومولانا محمد النبی الاکرم والہ وصحبہ وبارک وسلم واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ صحیح تعداد زکوٰۃ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے جو ہر سال مقدار واجب سے کم زکوٰۃ میں دیا گیا ہے۔ وہ محسوب زکوٰۃ ہوا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب بیشک محسوب ہوا کہ ادائے زکوٰۃ کی نیت ضرور ہے مقدار واجب کا صحیح معلوم ہونا شرائط صحت سے نہیں غایت یہ کہ ایک جزء واجب کے ادا میں تاخیر ہوئی اس سے مذہب راجح پر گناہ آئی زکوٰۃ موداکی نفی صحت تو نہیں والاصم بین غنی عن التبیین پس ہر سال جتنا زکوٰۃ میں زیادہ ادا ہوا اور جو باقی رہتا گیا وہ اس پر دین ہوتا گیا حتی کہ اگر کسی نصاب سے معارض ہو جائے گا۔ تو اسی قدر مقدار واجب گھٹ جائے گی تشریح اس کی یہ ہے کہ دین عبد یعنی بندوں میں جس کا کوئی مطالبہ کرنے والا ہو اگرچہ دین حقیقۃً اللہ عزوجل کا ہو جیسے دین زکوٰۃ جس کا حق مطالبہ بادشاہ اسلام اعز اللہ نصرہ کو ہے) انسان کے حوائج اصلیہ سے ہے۔ ایسا دین جس قدر ہوگا اتنا مال مشغول بحاجت اصلیہ قرار دے کر کالعدم ٹھہرے گا اور باقی پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر بقدر نصاب ہو مثلاً ہزار روپے پر حولان حول ہوا اور اس پر پانسو قرض ہیں تو پانسو پر زکوٰۃ آئے گی۔ اور ساڑھے نوسو دین ہے۔ تو اصلاً نہیں کہ باقی قدر نصاب سے کم ہے درمختار میں ہے۔

لازکوۃ علی مدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا

اسی کا ہے۔ فارغ عن دین لہ مطالب من جهة العباد سواء کان اللہ تعالی کزکوٰۃ وخراج وللعبد الخ۔

رد المحتار میں ہے۔

المطالب هنا السلطان تقدیراً لان الطلب لہ فی زکوٰۃ السوائم وکذا فی غیرها لم یبطل حقه عن الاخذ اھ ملخصا وایضاحه۔

یوہیں دو سو چالیس درم شرعی کہ ایک نصاب کامل وایک خمس ہے۔ (دو سو درم کی ۵۲ ر تولے چاندی ہوئی اور چالیس کی ۱۰ ۱/ تولے) ان پر چھ درم شرعی زکوٰۃ کے واجب اگر مالک جہلاً یا سہواً یا عمداً ہر سال پانچ درم دیتا گیا تو سال اول ایک درم زکوٰۃ کا اس پر دین رہا دوسرے سال وہ گویا دو سو انتالیس[1] ہی درم کی جمع رکھتا ہے۔ کہ ایک درم مشغول بدین ہے۔ تو نصاب خمس کہ دو سو کے بعد چالیس کامل تھی جاتی رہی اور اس سال صرف دو سو درم کی زکوٰۃ پانچ ہی واجب ہوئے۔ پس وہ جب تک وہ درم مذکور ادا نہ کرے یا سال تمام پر اس کی حاجت سے فارغ ایک درم اور جمع نہ ہو جائے جب تک اس پر یہی پانچ درم واجب ہوا کریں گے۔ البتہ اداۓ دین زکوٰۃ کی تاخیر سے گنہگار ہوگا۔ اور یہ گناہ اصرار کے بعد کبیرہ ہو جائے۔ والعیاذ باللہ تعالے اور اگر صورت مذکورہ میں فرض کیجئے کہ وہ ہر سال ایک ہی درم دیتا رہا تو سال اول اس پر پانچ درم زکوٰۃ کے دین رہے۔ سال دوم میں گویا صرف دو سو پینتیس جمع ہیں۔ اس سال وہی پانچ ہوئے اور دیا ایک ہی تو اب چار اور قرض ہو کر نو درم دین ہو گئے۔ تیسرے سال تیرہ چوتھے میں سترہ یوہیں ہر سال یوہیں زکوٰۃ میں چار چار بڑھتے جائیں گے اور واجب وہی پانچ پانچ ہوتے رہیں گے کہ دو سو سے دو سو انتالیس تک پانچ ہی بنام درہم ہیں جب سال دہم میں اکتالیس درم دین ہو جائیں گے تو گیارھویں سال اس کو زکوٰۃ نہ ہوگی کہ جمع صرف ایک سو ننانوے ٹھہرے کہ نصاب سے کم ہیں سال سے کم ہیں۔ سال۔

---

[1] یعنی اپنی آمدنی سے دیتا رہا۔ اور جمع اسی قدر قائم رہی نہ کم ہوئی نہ زائد ۱۲ منہ۔

یازدہم بھی اگر اس نے ایک درم حسب دستور دے دیا تو پھر پانچ درم واجب ہو جائیں گے کہ اب دین میں صرف چالیس درم رہے اور دو سو پورے جمع قرار پائے وعلی ہذا القیاس غرض سنین ماضیہ میں کم دینے والا اس نفیس حساب کو خوب سمجھ کر جتنا دین اس کے ذمے نکلے فی الفور ادا کرے۔ ردالمحتار میں ہے۔

لو کان لہ نصاب حال علیہ حولان ولم یزکیہ فیھما لازکوٰۃ علیہ فی الحول الثانی واللہ تعالٰی اعلم۔

Marfat.com

ادارہ کی مطبوعات

جو سٹاک میں موجود ہیں

۱- چودھویں صدی کا مجدد کون	سید احمد سعید کاظمیؒ
۲- زمین ساکن ہے	امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
۳- شب معراج دیدار الٰہی	″ ″ ″ ″
۴- شان صدیقؓ و علیؓ	″ ″ ″ ″
۵- سلام رضا	″ ″ ″ ″
۶- ماں کے پیٹ میں کیا ہے	″ ″ ″ ″
۷- نماز پڑھنے کے فائدے نہ پڑھنے کے نقصانات	قاضی غلام محمود ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ

تمام کتابیں دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں

ناشر: بزم عاشقان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مکان نمبر 25 گلی نمبر 32

زیر سٹریٹ فلیمنگ روڈ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کئی بار تو کہتا ہے کہ کل سے یہ کام کرونگا حالانکہ جو کام تو آج انجام نہیں دے سکا کل اسکا انجام دینا اور بھی مشکل ہوگا۔ آجکل آجکل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تجھے اپنی خواہشاتِ نفس کی مخالفت مشکل نظر آتی ہے۔ تو ایسے دِن کا منتظر ہے جب یہ مشکل آسان ہو جائیگی ایسا دِن اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا اور نہ پیدا کریگا۔ خواہش کے جس درخت کو تو جوانی میں نہیں اکھاڑ سکا بڑھاپے میں کیا اکھاڑیگا، بڑھاپے کی محنت اور ورزش بہت تکلیف دہ ہوتی ہے"

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کئی بار تو کہتا ہے کہ کل سے یہ کام کرونگا حالانکہ جو کام تو آج انجام نہیں دے سکا کل اُسکا انجام دینا اور بھی مشکل ہوگا۔ آجکل آجکل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تجھے اپنی خواہشاتِ نفس کی مخالفت مشکل نظر آتی ہے۔ تو ایسے دِن کا منتظر ہے جب یہ مشکل آسان ہو جائیگی ایسا دِن اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا اور نہ پیدا کریگا۔ خواہش کے جس درخت کو تو جوانی میں نہیں اکھاڑ سکا بڑھاپے میں کیا اکھاڑیگا۔ بڑھاپے کی محنت اور ورزش بہت تکلیف دہ ہوتی ہے"

Marfat.com